نیاز حسین*

جان شیکسپیئر کی اردو بہ انگریزی لغت: مستشرقین کی لغت نویسی کے تناظر میں

A Study of John Shakespeare’s Urdu-English Dictionary in the perspective of Orientalist Lexicography

Abstract:

This article aims to explore and contest the various aspects of theoretical framework and practice of John Shakespeare (1774–1858) resorted to while compiling Urdu-English dictionary. John Shakespeare's Urdu-English dictionary, *A Dictionary Hindustani & English*, *with copious index fitting work to serve also as Dictionary English and Hindustani* is deemed one of the most important dictionaries compiled by those European scholars who happened to serve East India Company. Their dominant perspective has been pragmatic, aligned with the common imperial paradigm enunciated as ‘knowledge is a power’. Besides including a comprehensive introduction of the distinguished lexicographer, an analysis of the relationship between Orientalists’ Urdu-English lexicography and the East India Company has been carried out. In a bid to highlight the defining features of John Shakespeare’s dictionary, a comparison with the skills, preferences and methods employed in the dictionaries of his predecessor Joseph Taylor (1668-1798) and successor Duncan Forbes (1798-1868) has been drawn. In addition, a brief debate on the significance of *Karkhandari* language (dialect of Delhi Urdū) is added.

Keywords: Edward Said, Urdu-English Lexicography, John Shakespeare, East India Company, William Jones, Joseph Taylor, Duncan Forbes, Karkhandari language.

زیر بحث لغت کا مکمل نام *A Dictionary Hindustani & English with copious index fitting work to serve also as Dictionary English and Hindustani* ہے۔ اسے مستشرق

لغت نویس جان شیکسپیئر (John Shakespeare۔۱۷۹۸ء-۱۸۶۸ء) نے ترتیب دیا ہے[۱]۔ اپنے نام کے برعکس یہ ایک اردو بہ انگریزی لغت ہے۔ اس زمانے میں انگریز "ہندوستانی" کا لفظ اردو کے لیے استعمال کرتے تھے۔ اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ جان شیکسپیئر نے اپنی لغت کو ہندوستانی بہ انگریزی لغت قرار دیا مگر اس لغت کی الف بائی ترتیب اردو حروف تہجی کے مطابق رکھی، اس لیے یہ اردو بہ انگریزی لغت ہی کہلائے گی۔ اگرچہ جان شیکسپیئر نے ہندوستان کی سرزمین پر کبھی قدم نہیں رکھا[۲] مگر برطانیہ میں رہتے ہوئے اس نے ایک اردو بہ انگریزی لغت مرتب کر دی۔ مستشرقین کی اردو بہ انگریزی لغت نویسی کی روایت کا سلسلۃ الذہب جان شیکسپیئر سے شروع ہو کر ولیم بیٹس (William Butler Yeats۔۱۸۶۵ء-۱۹۳۹ء)، ڈنکن فوربس (Duncan Forbes۔۱۷۹۸ء-۱۸۶۸ء) اور ایس ڈبلیو فیلن (S. W. Fallon۔۱۸۱۷ء-۱۸۸۰ء) سے ہوتا ہوا جان تھامپسن پلیٹس (John Thompson Platts۔۱۸۳۰ء-۱۹۰۴ء) تک پہنچتا ہے۔

اپنی لغت کے دیباچے میں جان شیکسپیئر نے اردو اور ہندوستان کے تعلق پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ ہندوستان جیسے وسیع و عریض ملک میں، جہاں مختلف رنگ و نسل کے لوگ آباد ہیں، وہاں ایک ہی زبان کی مختلف بولیاں رائج ہوں اور ان کے درمیان بڑے پیمانے پر فرق موجود ہو اور یہ فرق اس قدر گہرا ہو جائے کہ کسی ایک جگہ کی بولی کے الفاظ دوسرے مقام کی اسی زبان کے لوگوں کے لیے اجنبی ہوں۔ اس سلسلے میں اس نے اردو کے مختلف لہجوں اور بولیوں کا تذکرہ کیا ہے اور قرار دیا ہے کہ اس کے باوصف یہ زبان دکن، کرناٹک سے آگرہ اور دہلی تک ایک ہی ہے اور زیر نظر لغت میں اسے ایک زبان کی حیثیت سے ہی لیا جائے گا۔ اسی لیے فاضل لغت نویس نے دکنی کے الفاظ کو بھی اپنی لغت میں شامل کیا ہے[۳]۔

اردو بہ انگریزی اور انگریزی بہ اردو کی دولسانی لغات کا مطالعہ بتاتا ہے کہ ان کا بڑا حصہ انگریز افسروں اور پادریوں کا تحریر کردہ ہے۔ بلاشبہ اردو کی دولسانی اردو بہ انگریزی اور انگریزی بہ اردو لغت نویسی کی روایت کے نمائندہ لغت نویسوں کا طائرانہ جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ اہم اردو بہ انگریزی لغت نویسوں میں ولیم بیٹس اور جان جوزف تھامپسن دونوں باقاعدہ مسیحی مشنری مبلغ اور عالم تھے جب کہ جان شیکسپیئر اگرچہ پادری نہیں تھا مگر اس کی تربیت کلیسا کے زیر سایہ ہوئی اور اس کی ذہانت کو بھی ایک پادری معلم نے بھانپ کر اس کی خود بھی سرپرستی کی اور بعد میں تعلیم و سرپرستی کے لیے اسے ایک بااثر انگریز کے حوالے کیا[۴]۔

اس کے علاوہ جان شیکسپیئر برطانیہ میں اردو زبان کا استاد بھی تھا۔ جان شیکسپیئر اور ڈنکن فوربس دونوں کے تدریس اردو کے تجربے نے ان کے لغوی کارناموں کو تقویت پہنچائی۔ اس طرح جان شیکسپیئر کو اردو زبان سیکھنے والے طلبہ اور عام افراد کی مشکلات کا ادراک بھی ہوا جس نے اس کی لغت نویسی کی افادیت میں اضافہ کیا۔

پاکستان ۴۷

لغت کے ایڈیشن

زیرِ نظر لغت کا پہلا ایڈیشن ۱۸۱۷ء میں لندن سے شائع ہوا۔ شروع میں اس ایڈیشن کی بنیاد دو لغات پر رہی۔ ایک کیپٹن جوزف ٹیلر (Joseph Taylor۔۱۷۶۸ء-۱۷۹۸ء) کی مرتب کردہ لغت *A Dictionary, Hindoostanee and English* جو انھوں نے ۱۸۰۵ء میں اپنے ذاتی استعمال کے لیے ترتیب دی تھی اور دوسری لغت ڈاکٹر ولیم ہنٹر (۱۷۵۵ء-۱۸۱۲ء) کی تھی جو انھوں نے کیپٹن جوزف ٹیلر کی لغت پر فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے اساتذہ کی مدد سے نظر ثانی کر کے ۱۸۰۵ء میں شائع کی۔ جان شیکسپیئر کا شائع کردہ پہلا ایڈیشن مطبوعہ ۱۸۱۷ء زیادہ تر کیپٹن جوزف ٹیلر اور ڈاکٹر ولیم ہنٹر کی لغات کا نظرِ ثانی شدہ ایڈیشن تھا۔ جان شیکسپیئر نے اس لغت پر نظرِ ثانی اور ترمیم و اضافے کا کام جاری رکھا یہاں تک کہ ۱۸۲۰ء میں اس لغت کا دوسرا ایڈیشن لندن سے شائع ہوا۔ اس لغت کا تیسرا ایڈیشن مزید الفاظ اور انگریزی اشاریے کے ساتھ ۱۸۳۴ء میں شائع ہوا۔

مستشرقین کی اردو-انگریزی لغت نویسی، برطانوی استعمار سے تعلق اور ایڈورڈ سعید کا نقطہ نظر

مستشرقین کی اردو-انگریزی لغت نویسی کی نوعیت اور اس کا برطانوی استعمار اور اس کے علم استشراق (Orientalism) سے تعلق خود ایک تحقیقی مقالے کا موضوع ہے، یہاں اس ضمن میں چند اشارات کرنا ہی ممکن ہو گا۔ ہندوستان میں مستشرقین کی قائم کردہ اردو-انگریزی لغت نویسی کی روایت روزِ اوّل سے ہی برطانوی استعماری مقاصد کی حامل رہی ہے۔ استعماری مقاصد میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ یہاں مستشرقین کی اردو بہ انگریزی لغت نویسی کے طریقہ کار اور مقاصد میں بھی تبدیلی آتی رہی۔ شروع میں یورپی افسروں نے اپنی دفتری ذمہ داریوں اور شوق کے تحت اردو کی تفہیم کو ممکن بنانے کے لیے قواعد اور لغات پر توجہ دی۔ اردو کو "ہندوستانی" قرار دینا اور ہندی کو بھی اردو-انگریزی لغات میں برابر کی جگہ دینا علمی و فنی ضرورت سے زیادہ ایک استعماری ضرورت تھی۔ اس بات کو تقویت اس امر سے بھی ملتی ہے کہ ہندوستانی-انگریزی لغات مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ مستشرقین، ہندی-انگریزی لغات بھی ترتیب دیتے رہے۔ مثلاً ۱۸۷۵ء میں بنارس سے شائع ہونے والی جان ڈریو بیٹ (John Drew Bate۔۱۸۳۶ء-۱۹۲۳ء) کی ہندی-انگریزی لغت جن کے ذریعے ہندی زبان کو سمجھنے کی سنجیدہ کوششیں سامنے آتی رہیں۔ اس کا صریح مطلب یہ تھا کہ اردو لغات مرتب کرنے والے مستشرقین ہندی کو ہندوستانی یا اردو سے الگ سمجھتے تھے مگر سامراجی مقاصد کے لیے عام طور پر اردو کا نام لینے کے بجائے "ہندوستانی" کی اصطلاح استعمال کرتے تھے اور اردو-انگریزی لغت مرتب کرتے ہوئے اسے اردو کے بجائے "ہندوستانی" کا نام دیتے تھے۔ اس سلسلے میں ڈنکن فوربس کی اردو-انگریزی لغت کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جس کے بیش تر اس الفاظ وہ ہندی الفاظ ہیں جو اردو میں غیر مستعمل ہیں۔

علم استشراق دراصل عملی اور ثقافتی امتیاز کا ایک طریقہ تھا جسے یورپی سامراجی تسلط قائم کرنے کے لیے غیر یورپی

معاشروں اور لوگوں پر لاگو کیا گیا تھا۔ یورپی استعمار کے جواز میں یہ علم، مشرق کے بارے میں زیادہ ضروری اور حتمی علم جاننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ استشراق کے پورے منصوبے کے بارے میں غور کیا جائے تو ایڈورڈ سعید کا مؤقف درست معلوم ہوتا ہے۔ ایڈورڈ سعید نے علم استشراق کی نوعیت کے بارے میں لکھا کہ مشرق کے بارے میں اپنے اس علم کے نتیجے میں یورپ نے مشرق کو سیاسی، سماجی، عسکری، نظریاتی، سائنسی اور تخیلاتی ہر سطح پر اپنے تئیں منظم کیا[۵]۔ علاوہ ازیں علم استشراق دراصل مغرب کی طرف سے مشرق پر تسلط، اپنے انداز میں اس کی تعمیر نو اور اس پر قبضے کا مغربی انداز ہے[۶]۔

مزید برآں علم استشراق، محض ایک علمی کاوش و نظام نہیں بلکہ مشرق کی زمینوں اور انسانوں کو اپنے دائرے میں لانے کا علمی میدان ہے جس کی سامراجی جہت اور اس سے برآمدہ نتائج نے مغرب کی نظر میں اس شعبہ علم کی وقعت میں مزید اضافہ کیا[۷]۔

مستشرقین کی اردو بہ انگریزی لغت نویسی پر سامراجیت کے واضح اثرات کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ان لغات کی اشاعت کے لیے ایسٹ انڈیا کمپنی کی سرپرستی و مالی معاونت تقریباً ہر نمایاں مستشرق لغت نویس کو حاصل رہی۔ سامراج سے اس تعلق کے علی الرغم یہ بھی حقیقت ہے کہ اردو–انگریزی یا انگریزی–اردو لغت نویسی اور اردو بہ اردو لغت نویسی پر ان مستشرق لغت نویسوں کے واضح اثرات رہے۔ مستشرق لغت نویس، انگریزی لغت نویسی کی روایت اور رجحان سے واقف تھے۔ فرہنگ آصفیہ کے مرتب سید احمد دہلوی (۱۸۴۶ء–۱۹۱۸ء)، نے مشہور مستشرق لغت نویس ایس ڈبلیو فیلن (۱۸۱۷ء–۱۸۸۰ء) کے ساتھ ان کے لغوی کاموں میں مدد کی اور ان سے لغت نویسی کے رجحانات و طریقہ کار کے اثرات قبول کیے۔ مستشرقین کی اردو بہ انگریزی لغت نویسی مثبت اور منفی دونوں طرح سے اردو لغت نویسی کی روایت پر اثر انداز ہوئی۔ جہاں لغت نویسی کی بہتر روایات اور طریقہ کار نے اردو لغت نویسی کے ارتقا میں بنیادی کردار ادا کیا وہیں مستشرقین کی لغت نویسی کی خامیاں بھی اردو لغت نویسی میں در آئیں۔ مثلاً لفظ کی تعریف فراہم کرنے کے بجائے فہرستِ مترادفات درج کر دینا وغیرہ۔

اردو لغت نویسی اور شمس الرحمن فاروقی کی تنقید

اردو لغت نویسی نصاب ناموں سے لے کر اردو لغت تاریخی اصول پر تک مختلف ارتقائی مرحلوں سے گزری ہے۔ جدید دور میں شمس الرحمن فاروقی (۱۹۳۵ء–۲۰۲۰ء) نے اس پورے سفر کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ اس موضوع پر ان کا مقالہ ''اردو لغت اور لغت نگاری'' بنیادی اہمیت کا حامل ہے، کیوں کہ اس مقالے میں انھوں نے لغت نویسی کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں اردو لغت نویسی کی پوری تاریخ کا جائزہ لیا ہے اور اردو لغت نویسی کے بنیادی تسامحات پر کڑی گرفت کی ہے۔ آگے بڑھنے سے قبل شمس الرحمن فاروقی کے اس تنقیدی جائزے کو سامنے رکھنا ہوگا۔ اس مقالے میں اپنی تنقید کے بالکل آغاز میں وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اردو لغت نویسی کی روایت کے متقدمین نے لغت نگاری کے بنیادی تقاضوں سے سرے سے کوئی بحث ہی نہیں

کی[۸]۔ لغت نویسی کے سلسلے میں ایک بنیادی بات یہ ہے کہ لغت نویس کا ذہن ''لفظ'' کے بارے میں بالکل واضح ہونا چاہیے۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے لکھا کہ مولوی عبدالحق اور فرہنگ آصفیہ کے مرتب سید احمد دہلوی بھی نہ صرف ''لفظ'' کے معانی کے سلسلے میں ابہام کا شکار تھے بلکہ ''لغت'' اور ''فرہنگ'' کے تعین کے معاملے میں بھی ان کا ذہن واضح نہ تھا[۹]۔ یہ امر جس قدر واضح نظر آتا ہے اتنا سادہ نہیں۔ ''لفظ'' کی تعریف متعین کرنے میں جس قدر پیچیدگی اور دراصل وسعت پائی جاتی ہے اس کا ادراک لغت نویس کو اپنے کام کے آغاز میں ہی ہو جاتا ہے۔ انگریزی میں لسانیات کی لغت بھی اس بنیادی مسئلے کے حل میں ناکام ہے۔ اس سلسلے میں رٹلیج (Routledge) کی زبان و لسانیات کی لغت کا مؤقف قابل ذکر ہے:

> زبان کے بنیادی عنصر کے طور پر، روز مرہ زندگی میں وجدانی طور پر استعمال ہونے والی اصطلاحات کی تعریف متعین کرنے کے لیے علم لسانیات میں متعدد کوششیں کی گئیں مگر ان اصطلاحات کے یکساں اور متفقہ معانی متعین نہ ہو سکے اور یہ امر ابھی تک متنازع ہے۔ مختلف انداز میں اور اکثر متناقض طریقوں سے ''لفظ'' کی خصوصیات بتائی گئیں۔ وضاحت کے ان طریقوں کا دارومدار مختلف نظریاتی پس منظر اور مختلف وضاحتی تناظر پر ہے[۱۰]۔

انسائیکلو پیڈیا آف لینگوئج اینڈ لنگوئسٹکس نے بھی ''لفظ'' یا ''word'' کی وضاحت سے وابستہ پیچیدگی کا اعتراف کیا ہے[۱۱]۔

اس کے بعد فاروقی صاحب اپنے پورے مقالے میں ان تمام مسائل و تسامحات کا ذکر کرتے ہیں جن سے اردو لغت نویسی دوچار ہے اور ساتھ ساتھ اس کا ممکنہ حل بھی بتاتے چلے جاتے ہیں۔ اردو بہ اردو لغت نویسی ہو یا اردو بہ انگریزی لغت نویسی، بہر حال اردو الفاظ و اصطلاحات کی تعریف، وضاحت اور ترجمانی کا فن ہے۔ فاروقی صاحب کی تحریر بنیادی طور پر تو اردو بہ اردو لغت نویسی کے لیے ہے مگر فاروقی صاحب نے زیرِ نظر تحریر میں ان دونوں کے لیے کچھ بنیادی امور کے تعین اور وضاحت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مثلاً ''لفظ'' کی بنیادی اصطلاح کا تعین دونوں قسم کی لغات کے لیے ضروری ہے اور اسی پر لغت کے تمام راس الفاظ کے اندراج کا دارومدار ہے۔ اردو بہ اردو لغت نویسی کے ساتھ ساتھ اس مقالے میں فاروقی صاحب نے مستشرقین کی انگریزی-اردو اور اردو-انگریزی لغت نویسی کی جانچ پرکھ کے لیے بھی ایک کسوٹی مقرر کر دی ہے۔ دونوں قسم کی لغت نویسی کے لیے انھوں نے جو بنیادی امور متعین کیے ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ لغت کے قارئین کا واضح طور پر تعیّن۔

۲۔ املا، تلفظ اور حروف تہجی کا واضح تعیّن۔

۳۔ لفظ کی اصل کے بارے میں احتیاط اور مناسب تفصیل (اصل میں یہ کام علم اللسان کا ہے)۔

۴۔ لفظ، مرادف، تعریف اور لفظ کے معنی کے بارے میں واضح اور مکمل تعیّن۔

۵۔ عامیانہ و سوقیانہ الفاظ کی بحث سے گریز۔

۶۔ متروک الفاظ کی شمولیت کے بارے میں تفصیلی طور پر لائحہ عمل کا تعیّن۔

۷۔ اسما اور افعال اور ان کی تصریفی اشکال کے اندراج کے بارے میں لغت نویس کا ذہن واضح ہونا۔

۸۔ سابقوں اور لاحقوں کے اندراج کے متعلق لائحہ عمل کا تعیّن۔

۹۔ کمپیوٹر کے ذریعے لغت کی ترتیب۔

لغت کا مقصد اور قارئین

اگرچہ جان شیکسپیئر زندگی میں کبھی ہندوستان نہیں آیا مگر برطانیہ میں وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے زیر اہتمام تعلیمی ادارے میں اردو کی تدریس پر مامور رہا۔ جس زمانے میں جان شیکسپیئر نے زیر نظر لغت مرتب کی اس وقت تک ہندوستان پر برطانیہ کی گرفت مضبوط ہو چکی تھی، ملازمت و کاروبار کے لیے برطانوی باشندوں کا ہندوستان جانا ایک عمومی رجحان بن چکا تھا اور برطانیہ میں ہندوستان بھر میں بولی جانے والی رابطے کی زبان یعنی اردو میں دل چسپی پیدا ہو چکی تھی۔ اگرچہ ہندوستانیات (Indology) کا مطالعہ یورپ میں بہت پہلے شروع ہو چکا تھا مگر برطانوی عوام میں اس علم کا ذوق بڑھانے میں ولیم جونز (William Jones۔ ۱۷۴۶ء-۱۷۹۴ء) کی علمی و عملی خدمات کا بڑا دخل ہے[۱۲]۔ ایسے میں جان شیکسپیئر کی لغت سامنے آئی تو اسے برطانیہ میں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ دوسری طرف برطانیہ سے ہندوستان وارد ہونے والے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین و افسران کے علاوہ برطانوی مؤرخین اور مصنفین بھی اپنے وطن کی سب سے بڑی نو آبادیاتی اور اس کے زبان و ادب میں گہری دل چسپی رکھتے تھے، ان میں بھی یہ لغت مقبول ہوئی۔ جان شیکسپیئر کی لغت کے مخاطب اردو زبان میں دل چسپی رکھنے والے یہ سب لوگ تھے۔ اسی لیے راس الفاظ کو اردو کی الف بائی ترتیب میں درج کر کے ان کی وضاحت انگریزی زبان میں کی گئی ہے۔

لغت کی ترتیب، مخففات اور الفاظ کی قواعدی حیثیت

یہ لغت انگریزی بہ اردو اور اردو بہ انگریزی دو حصوں پر مشتمل ہے۔ اس لغت کا پہلا حصہ ہندوستانی یعنی اردو بہ انگریزی لغت پر مشتمل ہے جو ۱۹۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس لغت کے اختتام پر ۱۵۷ صفحات پر مشتمل ایک اشاریہ موجود ہے جس میں انگریزی الفاظ کو انگریزی الف بائی ترتیب میں درج کیا گیا ہے اور ہر لفظ کے سامنے اس لغت کے اردو بہ انگریزی حصے کا صفحہ نمبر بھی درج ہے۔ مذکورہ انگریزی لفظ کے اردو معانی دست یاب ہیں۔ اس طرح یہ اردو بہ انگریزی لغت ہونے کی مسلمہ حیثیت کے ساتھ ساتھ ایک انگریزی بہ اردو لغت بھی ہے۔ اس اشاریے کے بعد ۳۰۸ صفحات پر مبنی ایک ضمیمہ موجود ہے جس

میں وہ اضافی الفاظ درج ہیں جو اس وقت مصنف کے سامنے آئے جب لغت چھپنے کے لیے مطبع میں جاچکی تھی۔ سب سے آخر میں دو صفحات پر مشتمل ایک اغلاط نامہ بھی ہے۔

لغت کا پہلا حصہ یعنی اردو بہ انگریزی لغت دو کالمی ہے۔ پہلے حصے میں اردو اور ہندی دونوں کے الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں۔ اصل لفظ عربی فارسی رسم الخط میں درج کیا گیا ہے۔ اگر یہ لفظ ہندی یا سنسکرت کا ہو تو اصل لفظ کے فوراً بعد اسے دیوناگری رسم الخط میں بھی درج کیا گیا ہے۔ یہاں اردو یا اردو اور دیوناگری دونوں میں لکھے گئے راس الفاظ کو رومن میں بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ فارسی یا عربی الاصل اور اردو کے اپنے راس الفاظ کو صرف اردو میں درج کرنے کے بعد انھیں صرف رومن میں ظاہر کیا گیا ہے۔ رومن تلفظ کے فوراً بعد لفظ کی تذکیر و تانیث یا قواعدی حیثیت واضح کرنے کے لیے مخففات استعمال کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد لفظ کی تشریح انگریزی میں کی گئی ہے۔ راس لفظ درج کرنے سے پہلے ہی اس کی اصل زبان کی نشان دہی انگریزی حرف کی مدد سے کی گئی ہے یعنی H بہ معنی ہندی، P بہ معنی فارسی، S بہ معنی سنسکرت، A عربی، G یونانی، T ترکی اور جن الفاظ کی اصل لغت نویس کو معلوم نہ ہو سکی اسے U سے ظاہر کیا گیا ہے۔ راس لفظ کی قواعدی حیثیت ظاہر کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں m مذکر الفاظ، f مونث الفاظ، neuter عاقر فعل، a فعل متعدی، pl جمع الفاظ، sing واحد کے لیے، V فعل، adj صفت کے لیے، adv معاون فعل، اسم ضمیر کے لیے pron، فعال کے لیے a استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مادی اشیا کو S سے ظاہر کیا گیا ہے۔

مشکلات و مواقع

اس دور میں انگریزوں کو ہندوستان کی تمام بڑی زبانوں کی قواعد اور لغات کی ضرورت تھی مگر پورے ہندوستان میں رابطے کی زبان کے طور پر اردو کی تفہیم کے لیے انگریزی بہ اردو اور اردو بہ انگریزی لغات اور قواعد کی اشد ضرورت تھی۔ اس اشد ضرورت کے باوجود ان کتب کی فراہمی میں ایک رکاوٹ تو یہ تھی کہ ابھی تک اردو قواعد نے کوئی واضح صورت اختیار نہیں کی تھی اور خود اردو بہ انگریزی اور انگریزی بہ اردو لغت نویسی اپنے ارتقا کے ابتدائی مراحل طے کر رہی تھی۔ اردو ٹائپ کی مشکلات اس پر مستزاد تھیں۔ شیکسپیئر سے قبل جو اردو بہ انگریزی لغات موجود تھیں ان کا فنی رتبہ کم تر تھا۔ بد قسمتی سے جان شیکسپیئر کو ہندوستان آنے کا موقع بھی نہ ملا، یوں جان شیکسپیئر کو عملی طور پر ہندوستان کی سرزمین اور اس کے باشندوں سے براہ راست تعامل کا موقع نہ مل سکا۔ اس عدم تعامل کی وجہ سے فاضل لغت نویس کی دولسانی لغت نویسی پر منفی اثرات بھی مرتب ہوئے اور اس کی لغت میں ایسی کم زوریاں در آئیں جنھیں بعد میں آنے والے لغت نویسوں نے جان شیکسپیئر کی خوبیوں کی طرح ہی نقل کیا۔

لغت کے مآخذ

جان شیکسپیئر سے قبل اردو بہ انگریزی لغت نویسی کی کم زور روایت موجود تھی۔ جان شیکسپیئر کی وجہ سے اردو بہ انگریزی

لغت نویسی کی روایت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا جان شیکسپیئر سے پہلے کا دور ہے اور دوسرا جان شیکسپیئر کے بعد کا دور ہے جو اپنی خصوصیات اور جان شیکسپیئر کے اثرات کی وجہ سے پہلے دور سے بالکل مختلف ہے۔ جارج ہیڈلے(George Hadley۔ ۱۶۸۵ء-۱۷۶۸ء) اور جے فرگوسن (James Fergusson۔۱۸۰۸ء-۱۸۸۶ء) کی لغات دستیاب نہیں۔ ہنری ہیرس (Henry Harris۔۱۸۵۲ء-۱۹۲۶ء) کی انگریزی بہ اردو لغت بہت خستہ حالت میں گوگل بکس(Google Books) پر دستیاب ہے مگر اس کا معیار اس کی ظاہری حالت سے بھی خراب تر ہے۔ جنرل ولیم کرک پیٹرک(William Kirkpatrick۔۱۷۵۴ء-۱۸۱۲ء) سمیت اردو بہ انگریزی یا انگریزی بہ اردو لغت ترتیب دینے والوں کے کئی نام مولوی عبدالحق کی لغتِ کبیر کے دیباچے میں مل جاتے ہیں مگر ان کی لغات بھی دست یاب نہیں ہوتیں۔ مولوی صاحب نے ان میں سے گل کرسٹ (John Gilchrist۔۱۷۵۹ء-۱۸۴۱ء) کی کتب کا تفصیلی ذکر کیا ہے[۱۳]۔ گل کرسٹ نے انگریزی بہ اردو لغت بھی مرتب کی اور وہ اگرچہ اپنے متقدمین لغت نویسوں کے مقابلے میں پہلے قابلِ ذکر مستشرق لغت نویس کے طور پر سامنے آتے ہیں مگر وہ لغت نویس کے مقابلے میں قواعد نویس کی حیثیت سے مانے جاتے ہیں۔ جان شیکسپیئر کو اردو بہ انگریزی لغت نویسی کے لیے کچھ بہتر خام مال اگر ملا تو وہ ولیم ہنٹر(William Hunter۔۱۷۱۸ء-۱۷۸۳ء) اور کیپٹن جوزف ٹیلر(Captain Joseph Taylor۔۱۶۹۳ء-۱۷۴۶ء) کی مرتب کردہ لغت سے ہی ملا کہ جس کا تذکرہ جان شیکسپیئر نے اپنی لغت کے دیباچے میں بھی کیا۔ کیپٹن جوزف ٹیلر اور ولیم ہنٹر کی لغت کے علاوہ جان شیکسپیئر نے ہنری ہیرس کی ۱۷۹۰ء میں مدراس سے چھپنے والی انگریزی بہ ہندوستانی لغت *A Dictionary English and Hindostany* سے بھی مدد لی[۱۴]۔

کیپٹن جوزف ٹیلر، ولیم ہنٹر اور جان شیکسپیئر

جان شیکسپیئر نے اپنی لغت کے دیباچے میں اپنے مآخذ کا ذکر کیا ہے۔ اسی ضمن میں انھوں نے کیپٹن جوزف ٹیلر کی مرتب کردہ *A Dictionary Hindustanee and English* کا ذکر کیا ہے۔ یہ ایک اردو بہ انگریزی لغت تھی جسے مؤلف نے ذاتی استعمال کے لیے مرتب کیا تھا[۱۵]۔ اس لغت کو ولیم ہنٹر نے فورٹ ولیم کالج کے مقامی اساتذہ کی مدد سے نظرِ ثانی اور اضافے کے بعد ۱۸۰۸ء میں کلکتہ سے شائع کیا[۱۶]۔ ان دونوں افراد کے انتقال کے بعد جب یہ کتاب نایاب ہو گئی تو ۱۸۱۷ء میں جان شیکسپیئر نے اپنی لغت کا پہلا ایڈیشن شائع کیا۔ اگرچہ اس لغت کا خام مال تو کیپٹن جوزف اور ولیم ہنٹر کی لغت والا ہی تھا مگر اب اس لغت کا سہرا ان دونوں حضرات کے سر نہیں باندھا جا سکتا کیوں کہ جان شیکسپیئر نے ان دونوں حضرات کی مرتب کردہ لغت کے بڑے حصے کو اختصار اور ترتیبِ نو کے مرحلے سے گزارا ہے۔ اس کے علاوہ اردو، ہندوستانی دیگر زبانوں کے الفاظ کا تلفظ رومن حروف یا الفاظ میں ظاہر کرنے کے لیے ایک الگ طریقہ اپنایا اور اپنی لغت کے دیباچے میں اس نظام کی تفصیل بھی فراہم کی[۱۷]۔

جان شیکسپیئر ضروری اور نئے الفاظ کی بڑی تعداد اپنی لغت کے پہلے ایڈیشن مطبوعہ ۱۸۱۷ء اور دوسرے ایڈیشن مطبوعہ ۱۸۲۰ء میں شامل کی۔ اسی طرح اپنی لغت کے تیسرے ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۳۴ء میں بھی بڑی تعداد میں نئے الفاظ کا اضافہ کیا۔ اس ایڈیشن کے آخر میں ایک وسیع اشاریہ بھی شامل کیا جس نے اس لغت کو اردو بہ انگریزی اور انگریزی بہ اردو لغت کی دہری حیثیت دے دی۔ زیر نظر مطالعے کا محور شیکسپیئر کی لغت کا یہی ایڈیشن ہے۔

جوزف ٹیلر کی لغت اور شیکسپیئر کی لغت: چند تقابلی اشارات

۱۔ یہ موضوع تو خود ایک تحقیقی مطالعے کا متقاضی ہے مگر دونوں لغات کے درمیان اہم تعلق کی وجہ سے یہاں چند اشارات کرنا بے جا نہ ہوگا۔ چوں کہ کیپٹن جوزف کی لغت، جان شیکسپیئر کی لغت کا سب سے بڑا ماخذ ہے۔ لہٰذا جان شیکسپیئر کی لغت میں اول الذّکر کی غلطیوں کا در آنا کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی مگر جان شیکسپیئر نے مکھی پر مکھی مارنے کے بجائے اپنی تنقیدی بصیرت کو کام میں لاکر ایسی غلطیوں سے اجتناب کیا۔ مثلاً کیپٹن جوزف ٹیلر کی لغت میں انگریزی حرف f کی جگہ s کا استعمال وہ بھی ایک لغت میں، سراسر ناقابل فہم اور گم راہ کن ہے۔ مثلاً لفظ "ابدال" کے معنی درج کرتے ہوئے religious person، درج کرنے کے بجائے religious perfon لکھا ہے۔ ولیم ہنٹر نے اس لغت پر نظر ثانی کرتے ہوئے نہ جانے کیوں ان غلطیوں سے صرفِ نظر کیا۔ جان شیکسپیئر نے اپنی لغت میں یہ غلطی نہیں کی اور ایسی تمام غلطیوں کی اصلاح کر دی۔

۲۔ دوہوں اور اشعار کا استعمال اوّل الذکر میں زیادہ ہے اور موخر الذّکر میں مناسب۔ کیپٹن جوزف کی لغت میں دوہوں اور اشعار کا یہ استعمال اس لیے فائدہ مند ثابت ہوا کہ اس طرح بعض غیر معروف شعرا کا وہ کلام بھی محفوظ ہو گیا جو کسی لفظ کے معانی کو اجاگر کر سکتا ہے۔ راس لفظ "بھبھوکا" کے معنی بیان کرنے کے بعد کیپٹن جوزف نے مرزا توصیف کا مندرجہ ذیل شعر درج کیا ہے۔

بھبھوکا اس قدر مکھڑا ہے یہ رشک قمر کس کا
ذرا! اتنا تو جانا کر کہ جلتا ہے جگر کس کا

اس طرح مستقبل کے لغت نویس کے لیے یہ آسانی ہوگئی کہ اسے ان الفاظ کی ادبی سند دست یاب ہوگئی۔ جان شیکسپیئر نے غالباً اپنی لغت کی ضخامت کو پیش نظر رکھ کر اس عمل سے عموماً گریز کیا۔

۴۔ کیپٹن جوزف اور ولیم ہنٹر کی لغت نے ہر سنسکرت الاصل لفظ کو دیوناگری رسم الخط میں ظاہر نہیں کیا جب کہ شیکسپیئر نے اس کا التزام کیا ہے۔ ہندی الاصل الفاظ کو دونوں نے صرف اردو رسم الخط میں ظاہر کیا ہے۔

۵۔ Metalexicography کے تناظر میں دیکھا جائے تو جان شیکسپیئر نے جس زبان کی لغت مرتب کی ہے، اس زبان کے سماج کا مطالعہ جان شیکسپیئر کے ہاں اپنے پیش رو لغت نویسوں کے مقابلے میں بہتر ہے کیوں کہ جان شیکسپیئر کے ہاں اسلام اور ہندومت اور ان کی بنیاد پر تشکیل پانے والی ہندوستانی معاشرت کا مطالعہ اپنے متقدمین کے مقابلے میں زیادہ گہرا نظر آتا ہے۔ یہ امر اس لیے بھی اہم ہے کہ جان شیکسپیئر نے اپنی لغت ہندوستان اور اس کی معاشرت سے دور برطانیہ میں رہ کر مرتب کی۔ اس کے مقابلے میں جوزف ٹیلر نے بلاشبہ اپنی لغت محض اپنے ذاتی استعمال کے لیے مرتب کی تھی مگر یہ کام اس نے ہندوستان میں رہ کر کیا۔ کیپٹن جوزف ٹیلر کے کام پر نظرِ ثانی ولیم ہنٹر نے ہندوستان اور اس کے سماج میں رہ کر کی، اس لغت کی تشکیل نو اور نظرِ ثانی کے کام میں ولیم ہنٹر کو فورٹ ولیم کالج کے اساتذہ کی مدد بھی حاصل تھی۔

جان شیکسپیئر اور ڈنکن فوربس: باہمی تعلق اور لغت نویسی کی راہِ تقلید

جان شیکسپیئر نے اپنے لغوی کارناموں کے سبب اردو لغت نویسی کی تاریخ میں نمایاں حیثیت اختیار کر لی تھی۔ جان شیکسپیئر کی پہلی لغت ۱۸۱۷ء میں چھپ چکی تھی اور ڈنکن فوربس کی لغت کا پہلا ایڈیشن ۱۸۳۸ء میں سامنے آیا۔ فنِ لغت نویسی کی نوعیت کی بنا پر یہ بات ناقابلِ یقین معلوم ہوتی ہے کہ ڈنکن فوربس نے جان شیکسپیئر کی لغت سے استفادہ نہ کیا ہو مگر اپنی لغت کے دیباچے میں ڈنکن فوربس نے اپنی لغت کے مآخذ کے ضمن میں جان شیکسپیئر کی لغت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ حالاں کہ یہاں انھوں نے اپنی لغت کے مآخذ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ڈنکن فوربس نے دعویٰ کیا کہ اس نے اپنی لغت کے اردو بہ انگریزی حصے کی بنیاد ولیم ہنٹر کی ۱۸۰۸ء میں کلکتہ سے شائع ہونے والی لغت پر رکھی ہے[۱۸]۔ یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ ولیم ہنٹر کی لغت سے بہتر اور اس کی تشکیل جدید تو شیکسپیئر کی لغت کی شکل میں سامنے آچکی تھی تو ڈنکن فوربس نے بطور لغت نویس، اس لغت سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا ہو گا۔ اس کے بعد ڈنکن فوربس نے تفصیل سے ان تمام کتبِ لغت اور دیگر کتب کا تذکرہ کیا جن سے اس نے اپنی لغت ترتیب دیتے ہوئے استفادہ کیا مگر ان تمام چھوٹی بڑی کتب میں جان شیکسپیئر کی لغت کا نام تک موجود نہیں۔

اگرچہ یہ بات واضح ہے کہ اردو کی استشراقی لغت نویسی کی روایت میں جان شیکسپیئر اور ولیم ہنٹر، ڈنکن فوربس کے متقدمین میں سے ہیں۔ ہر لغت نویس اپنی لغت مرتب کرتے ہوئے اپنے متقدمین کی لغات کو ضرور سامنے رکھتا ہے۔ ڈنکن فوربس نے اپنی لغت کے دیباچے میں جان شیکسپیئر کی لغت کا ذکر نہیں کیا مگر فنِ لغت نویسی میں ان دونوں کا انداز کافی حد تک یکساں ہے۔ یہ دونوں لغت نویس عام طور پر راس لفظ کا اندراج کر کے اس لفظ کے مترادفات درج کر دیتے ہیں اور اس راس لفظ سے متعلق محاورات وغیرہ کا اندراج عام طور پر نہیں کرتے مگر جن الفاظ کے معانی جان شیکسپیئر نے تفصیل سے بیان کیے ہیں اور محاورات کی

تقریباً تمام فہرست معانی کے ساتھ درج کردی ہے، مثلاً ”ایک“، ”آگ“، ”اھل“، ”آنکھ“، ”بات“، ”جی“، ”دست“، ”دسہرہ“، ”دل“، ”دم“، ”دن“، ”دو“، ”دور“، ”راہ“، ”سخن“، ”سر“، ”سلیش‘ اور ”سدھ “وغیرہ تو ایسے تقریباً تمام الفاظ کا اندراج ڈنکن فوربس نے بھی طوالت، معانی اور اشتقاقات تینوں لحاظ سے تقریباً یکساں ہی کیا ہے۔ اس طرح کے اندراجات دونوں لغات میں کثرت سے پائے جاتے ہیں جو ڈنکن فوربس کے مندرجہ بالا دعوے کی عملی تکذیب کرتے ہیں۔ ان راس الفاظ کے لیے ڈنکن فوربس نے بھی معنی بھی بیان کیے اور جاں شیکسپیئر کی طرح محاوارات کا تقریباً تمام ذخیرہ بھی درج کردیا ہے۔ اس کے علاوہ جہاں جہاں شیکسپیئر نے کسی راس لفظ کے معانی میں تفصیل و محاورے دونوں سے کام لیا ہے وہاں ڈنکن فوربس نے بھی ایسا ہی کیا۔ اگرچہ ڈنکن کا بیان زیادہ جامع تھا۔ مثلاً لفظ ”باد“ کا اندراج دیکھیے۔ دونوں لغت نویسوں کے ایسے الفاظ کے اندراجات کافی حد تک ملتے جلتے ہیں۔ اس امر سے ڈنکن فوربس کے اس دعوے کی صداقت مشکوک ہو جاتی ہے کہ اس نے براہ راست ولیم ہنٹر کے لغوی کام سے استفادہ کیا ہے اور جان شیکسپیئر کا تذکرہ سرے سے غائب کرکے یہ تاثر دیا ہے کہ انھوں نے شیکسپیئر کے کام سے سرے سے استفادہ نہیں کیا یا کوئی خاص استفادہ نہیں کیا مگر مذکورہ بالا الفاظ اور دیگر لغوی کام میں شیکسپیئر اور ڈنکن فوربس کے کام میں حیرت انگیز مماثلت ظاہر ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جان شیکسپیئر کی لغت، ڈنکن فوربس سے پہلے سامنے آئی تھی اس لیے ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ ڈنکن فوربس نے جان شیکسپیئر کی لغت سے بھرپور استفادہ کیا، مثلاً لفظ ”کان“ کا اندراج ڈنکن فوربس اور جان شیکسپیئر دونوں کے ہاں تقریباً مکمل مماثلت، یکساں طوالت اور تفصیل رکھتا ہے۔ اسی طرح ڈنکن فوربس نے ”رستم“ کو بہ طور راس لفظ درج کر کے اس کی تاریخ مختصراً بیان کردی۔ یہ امر قابل اعتراض نہ ہوتا اگر یہ اندراج تقریباً پورا ہی جان شیکسپیئر کے اسی لفظ ”رستم“ کے اندراج کی نقل نہ ہوتا۔

ڈنکن فوربس کی لغت میں ”دل“، ”دم“ اور ”رامچندر“ جیسے راس الفاظ کا جائزہ بتاتا ہے کہ ایسے زیادہ تر طویل راس الفاظ کے انتخاب کے پس پشت دانش، جان شیکسپیئر کی ہی کارفرما ہی ہے۔ ڈنکن فوربس سمیت بعد میں آنے والے زیادہ تر اردو بہ انگریزی مستشرق لغت نویسوں نے اس معاملے میں جان شیکسپیئر کی تقلیدِ جامد کی ہے۔ اگرچہ ڈنکن فوربس کے ہاں اس کے برعکس مثالیں بھی ملتی ہیں مثلاً ”رکاز“ جیسے راس لفظ کی مکمل تفصیل ڈنکن فوربس کی لغت میں موجود ہے مگر یہ لفظ شیکسپیئر کی لغت میں سرے سے غائب ہے۔ اسی طرح ڈنکن نے راس لفظ ”زمیندار“ کا اندراج کر کے اس کی پوری تفصیل دائرۃ المعارف کے انداز میں بیان کی۔ ڈنکن کا یہ انداز جان شیکسپیئر سے بالکل جدا رہا جس نے لفظ ”زمیندار“ کے ذیل میں تفصیل سے کام نہیں لیا۔ اس کے باوجود یہ کہنا درست ہو گا کہ ڈنکن فوربس کی لغت میں ایسی مثالیں کم ہیں۔ ڈنکن فوربس کے اعتراف نہ کرنے کے باوجود حقیقت یہی ہے کہ ڈنکن فوربس کے لغوی کام پر جان شیکسپیئر کی گہری چھاپ ہے۔

ادبی اسناد و محاورات کا استعمال

جان شیکسپیئر نے عموماً اپنی لغت میں ادبی اسناد، محاورات اور امثال کا استعمال نہیں کیا۔ البتہ کہیں کہیں دوہوں کا استعمال نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی ادبی اسناد کے اندراج سے لغت کی ضخامت میں اضافے کا خدشہ تھا۔ الفاظ کی صحت اور تلفظ کے معاملے میں شیکسپیئر کی لغت ایک معیاری لغت ہے۔ اس لغت کے قارئین کی بڑی تعداد برطانیہ اور ہندوستان دونوں میں انگریزوں پر مشتمل تھی۔ اس لغت میں چوں کہ انگریزوں کو اردو کے ذخیرہ الفاظ سے واقف کروانا تھا، اس لیے کثرت سے ادبی اسناد و محاورات کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ غالباً محاورات، امثال یا اشعار چوں کہ زبان کی ابتدائی تدریس سے آگے کا مرحلے ہیں، لٰہذا ان کا اہتمام اس مرحلے میں پیچیدگی پیدا کر سکتا تھا اس لیے زبان کے طلبہ کے لیے ابتدائی مرحلے میں اس سے گریز کیا گیا۔ اس کے باوجود جان شیکسپیئر نے جہاں مناسب سمجھا، کچھ الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے محاورات بھی درج کیے ہیں اور راس لفظ کے حقیقی و مجازی دونوں معانی تفصیل سے بتائے ہیں۔

اس کے علاوہ کہیں کہیں اشعار یا دوہوں کو بھی لفظ کی تفہیم اور اس کی سند کے طور پر پیش کیا ہے مگر یہ طریقہ جان شیکسپیئر کے عمومی طریقہ اندراج سے جدا ہے۔ عام طور پر فاضل مصنف نے راس لفظ کا استعمال محاورات میں کر کے دکھانے کے بجائے محض مترادف درج کیے ہیں مگر کچھ الفاظ (مثلاً "آگ") کے معنی بتائے ہیں اور اس سے متعلق تقریباً تمام محاورات درج کیے ہیں۔ اسی طرح کا اہتمام "اندھا"، "ایک"، "اھل"، "آگ"، "آسن"، "آنکھ"، "بات"، "جی" اور "دست"، "دل"، "دم"، "دن"، "دو"، "دور"، "دسہرہ"، "راہ"، "سخن"، "سر"، "سلیش" کے علاوہ لفظ "سدھ" کے اندراج میں بھی نظر آتا ہے۔ یہاں فاضل لغت نویس نے پہلے لغوی معنی درج کیے ہیں اور اس کے بعد اس لفظ کے محاورات کے ذریعے تفصیل سے اس کے استعمالات کی وضاحت کی ہے۔

اردو لغت نویسی کے روایتی مسائل اور جان شیکسپیئر

بدقسمتی سے اردو لغت نویسی چاہے وہ اردو بہ انگریزی لغت نویسی ہو یا انگریزی بہ اردو یا اردو بہ اردو لغت نویسی سب میں ایک عیب مشترکہ طور پر پایا جاتا ہے کہ راس الفاظ کے معنی بتاتے ہوئے لفظ کی تعریف اور وضاحت درج کرنے کے بجائے راس الفاظ کے مترادفات دے دیے جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ اردو لغت نویسی کے ساتھ اس کے آغاز سے آج تک چلا آ رہا ہے۔ اردو لغت نویسی کا آغاز نصاب ناموں (نصاب نامہ کے نام سے لغت کی کتابیں تھیں) سے کیا جائے تو اس خرابی کی صورت اس کی تعمیر میں مضمر ہے۔ بعد میں اس عمل کی انتہا یہ ہوئی کہ دولسانی و یک لسانی دونوں لغات میں زیادہ سے زیادہ مترادفات درج کرنے کی کوشش میں دوراز کار مترادفات بھی درج کر دیے جاتے ہیں۔ اس کوشش کے پسِ پشت یہ جذبہ کار فرما ہوتا ہے کہ نو آموز طالب علم کو ہم معنی

الفاظ کے ایک ذخیرے سے روشناس کروادیا جائے تاکہ ان الفاظ کے استعمال کے سلسلے میں وہ دیگر مترادفات سے بھی واقف ہو جائے۔ ایک لحاظ سے یہ عمل فائدہ مند بھی ثابت ہو سکتا ہے کہ طالب علم کو زبان کی وسعت سے آگہی ملنے کے ساتھ ساتھ وسیع ذخیرہ الفاظ کو برتنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ اس مشق کا منفی پہلو یہ ہوتا ہے کہ اہل زبان طلبہ بھی مترادفات کی کثرت دیکھ کر الجھن میں پڑ سکتے ہیں اور غیر ملکی طلبہ کے تو سراسر گم راہ ہونے کا امکان ہے۔ یہ معاملہ اس وقت سنگین صورت اختیار کر لیتا ہے جب مترادفات کی فہرست طویل کرنے کا شوق غیر متعلقہ یا راس لفظ کے ساتھ متضاد الفاظ کو بھی اس فہرستِ مترادفات میں جگہ دے دیتا ہے۔ جان شیکسپیئر اور ولیم ییٹس نے یہی غلطی کی۔ مثلاً جان شیکسپیئر نے لفظ "آب دست" کے معانی کی فہرست دیتے ہوئے Guilt less fakir بھی درج کر دیا۔ اسی طرح ییٹس نے بھی اپنی لغت میں یہی غلطی دہرا دی۔ ان دونوں کے مقابلے میں کیپٹن جوزف ٹیلر اور ولیم ہنٹر کی لغت میں "آب دست" معنی میں اس طرح کی غلطی کے بجائے صرف washing the hands درج کیے۔ راس الفاظ کے تلفظ کے معاملے میں جان شیکسپیئر کی لغت، فیلن کی لغت کے معاملے میں بہتر معیار کی حامل ہے۔

الفاظ کے مآخذ

دیگر فنی خوبیوں کے علاوہ جان شیکسپیئر نے راس الفاظ کے مآخذ تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کی اور اس کوشش میں کامیابی بھی ملی کہ بیش تر مآخذ کا اندراج درست ہوا ہے۔ وارث سرہندی (۱۹۳۴ء-۱۹۹۱ء) نے جان شیکسپیئر کے بیش تر مآخذ کو درست تسلیم کیا ہے[۱۹]۔ اس کے باوجود زیر نظر لغت میں اس طرح کی فاش غلطیاں نظر آتی ہیں۔ ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ راس الفاظ کا لسانی تعین کرتے ہوئے جان شیکسپیئر نے ہندی اور سنسکرت الفاظ کو گڈمڈ کر دیا ہے۔ بہت سے اردو اور ہندی الفاظ کا ماخذ سنسکرت کو ظاہر کیا ہے[۲۰]۔ اسی طرح کئی اردو اور فارسی الفاظ کا ماخذ اس لیے عربی بتایا ہے کہ وہ عربی سے ماخوذ ہیں۔ یہاں جان شیکسپیئر نے اس بات کو نظر انداز کر دیا کہ اپنی موجودہ شکل میں یہ الفاظ سنسکرت و عربی میں مستعمل و معروف نہیں ہیں۔ انھیں موجودہ شکل کے لحاظ سے اردو، ہندی یا فارسی الفاظ کے طور پر درج کرنا چاہیے۔

چند عجیب اندراجات

لغت نویسی ایک مشکل فن ہے۔ اس ضمن میں غلطی کا امکان اس وقت بڑھ جاتا ہے جب لغت نویسی کا کام کسی ادارے کے بجائے ایک فرد کے سپرد ہو اور وہ فرد بھی اہل زبان نہ ہو اور اپنی لغت کی زبان کے وطن سے بہت دور آباد ہو۔ بدقسمتی سے جان شیکسپیئر کے ساتھ یہ معاملہ درپیش تھا۔ اس لیے اس کی لغت میں تسامحات اور عجیب اندراجات کا در آنا کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ جان شیکسپیئر نے اپنی لغت میں کچھ الفاظ کے عجیب معانی بیان کیے اور کچھ کے معانی بتاتے ہوئے اہم اور ثانوی معانی کی

ترتیب بدل دی ہے، یعنی بعض مقامات پر لفظ کے اصل معنی بعد میں اور غیر اہم معانی و مترادفات پہلے درج کیے گئے ہیں۔ مثلاً راس لفظ ''احیاء'' کے معانی بتاتے ہوئے ''حی'' کے معنی یعنی The living پہلے ظاہر کیے اور اس کے اصل معنی giving life کا اندراج بعد میں کیا، حالاں کہ یہ فعل ہے نہ کہ اسم، یعنی اس کا اصل مطلب جان دار نہیں بلکہ زندہ کرنا یا بچانا ہے جو پہلے آنا چاہیے تھا۔ جان شیکسپیئر نے ''آنڈو'' کا مطلب Having large testicles درج کیے جب کہ اس کے اصل معنی بتاتے ہوئے اس امر کی وضاحت اہم تھی کہ آنڈو سے مراد عمل تناسل کے لائق کوئی بھی نر جانور ہے۔ فاضل لغت نویس نے یہاں صرف بیل کا ذکر کیا ہے جب کہ "آنڈو" ایک صفت ہے جو کسی بھی مکمل نر جانور میں ہوتی ہے۔ اس کے مقابل ''خصی'' کا لفظ ہے جس کا اندراج جان شیکسپیئر نے اپنی لغت میں کیا ہے۔ اس لفظ کے اندراج کے سلسلے جان شیکسپیئر کی یہی غلطی ولیم ییٹس، ڈنکن فوربس، فیلن، نے بھی دہرا دی۔

جان شیکسپیئر نے لفظ ''ابو بکر'' کے معنی بتاتے ہوئے پہلے اس کے لغوی معنی بتانے کی کوشش کی اور اسے father of virgin یعنی کنواری کا باپ بتایا۔ یہ معنی اس لیے درست نہ تھے کہ جان شیکسپیئر اس بات سے ناواقف تھا کہ یہاں بکر کے حرف ''ب'' پر زبر ہے نہ کہ زیر۔ بکر کا لفظی معنی جوان اونٹ ہے۔ اس زیر زبر کے فرق سے معنی بدل جاتے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ جان شیکسپیئر نے اپنی لغت میں ''بیوہ'' کو راس لفظ کے طور پر درج کیا مگر اس سے زیادہ مستعمل لفظ ''بیوی'' کا اندراج نہیں کیا۔ یہی غلطی کیپٹن جوزف اور ولیم ہنٹر کی لغت میں موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جان شیکسپیئر کی لغت میں ایسے تسامحات نے کیپٹن جوزف اور ولیم ہنٹر کی لغت کی نقالی میں راہ پالی ہے۔ ایک عجیب اندراج اس لغت کے راس لفظ ''ٹوٹکا'' کا ہے جس کا مطلب فاضل لغت نویس نے غیر متعلقہ مترادفات کے ذریعے بتانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اس لفظ کا مطلب بتاتے ہوئے جان شیکسپیئر نے A charm، An amulet اور A philter کے مترادفات استعمال کیے ہیں مگر تینوں مترادفات کے معانی ''ٹوٹکا'' کے معنی سے لگا نہیں کھاتے۔ ان تینوں انگریزی مترادفات سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ فاضل مصنف ٹوٹکا کو ''ٹونا'' کا مترادف سمجھتا ہے۔ حالاں کہ ٹوٹکا کا مطلب کسی کام کو کرنے کی کوئی بہترین ترکیب ہے، اسی لفظ کو ''گھریلو ٹوٹکے'' کی ترکیب میں اسی لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ٹونا کا لفظ عام طور پر جادوگری کے منتر وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

''چقماق'' ایک فارسی لفظ ہے جسے پہلے تو جان شیکسپیئر نے ''چچماخ'' کے غلط املا کے ساتھ بہ طور راس لفظ درج کر کے اس کے معنی ظاہر نہیں کیے بلکہ اس کے معنی کی جگہ لکھ دیا ''See چقماق'' اور آگے جا کر اسے درست املا کے ساتھ چقماق بہ طور راس لفظ درج کیا اور اس کے معنی ''flint'' درج کیے۔ اس کے بعد ''چقماقی'' کو راس لفظ درج کر کے اس کے درست معنی A flint lock درج کیے یعنی چقماق پتھر پر ضرب لگانے والا فولاد۔ جان شیکسپیئر کی لغت میں چقماق کے یہ دونوں اندراجات مکمل

طور پر کیپٹن جوزف کے اندراج کی محض نقل ہیں۔ ''چمڑا'' بہ معنی کھال اور ''چمتکار'' بہ معنی معجزہ دونوں الفاظ کو سرے سے درج ہی نہیں کیا گیا، جب کہ یہ دونوں الفاظ کیپٹن جوزف اور ولیم ہنٹر کی اس لغت میں مل جاتے ہیں جس پر بہ قول جان شیکسپیئر اس نے اپنی لغت کی بنیاد رکھی ہے۔

جان شیکسپیئر کی لغت میں لفظ ''دھرم'' کا اندراج کافی طویل ہے جس میں اس لفظ کے مختلف معانی، تاریخی پس منظر، اشتقاقات اور دھرم کے سابقے کے ساتھ بننے والے الفاظ کی طویل فہرست مع معانی موجود ہے۔ اس کے مقابلے میں لفظ ''دین'' کی وضاحت صرف چند الفاظ کی مدد سے کی گئی ہے۔ حالاں کہ بہ حیثیت لغت نویس، جان شیکسپیئر کے سامنے دین کے کئی معانی موجود رہے ہوں گے۔ مثلاً خود اسلام، طرزِ زندگی، یقین، نظام، قانون، دستور، فیصلہ اور سزا و جزا کے معانی بھی دین کے مطلب و مفہوم میں شامل ہیں مگر ڈنکن کی لغت ان تفصیلات سے یک سر خالی نظر آتی ہے۔

لفظ ''کہا'' بہ معنی ''بولنا'' کے معنی ظاہر کرتے ہوئے فاضل لغت نویس نے پہلے تو درست طور پر اسے saying یا order بتایا مگر ساتھ ہی اس کے معنی نہ جانے کہاں سے confession اور leave بھی ظاہر کیے جو درست تسلیم نہیں کیے جا سکتے۔ مزید گڑبڑ یہ کی کہ اسے لفظ ''کیا'' سے گڈمڈ کر دیا اور اس کا ماخذ برج بھاشا ظاہر کیا۔ اردو میں ''کیا'' ایک سوالیہ لفظ ہے جس کا لفظ ''کہا'' سے کوئی تعلق نہیں سوائے معمولی سی صوتی مشابہت کے۔ اردو کی استشراقی لغت نویسی کے اس ناقص رجحان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پلیٹس نے اپنی لغت کے دیباچے میں لکھا:

> اپنی خصوصیات کے حوالے سے، اس لغت کا منصوبہ بڑی حد تک شیکسپیئر کی لغت سے مشابہت رکھتا ہے جہاں کئی ایسے مختلف المعانی الفاظ کو، جو اتفاق سے یکساں املا کے حامل تھے اور مختلف ماٰخذ سے وارد ہوئے تھے، سب کو ایک ہی جگہ درج کر دیا گیا۔ جب میں ایسا کر سکا تو میں نے ان الفاظ کے معانی کے لحاظ سے انھیں الگ الگ درج کیا اور انھیں ایک راس لفظ کے تحت درج نہیں کیا جیسا کہ جان شیکسپیئر اور دیگر لغت نویس کر چکے تھے[۲۱]۔

جان شیکسپیئر نے لفظ ''سندھ'' کو دو مرتبہ بہ طور راس لفظ درج کیا۔ پہلے راس لفظ کے تحت اس کے تین معانی Sea, Ocean, Name of musical mode, or ragini بیان کیے۔ ظاہر ہے کہ سندھ کو ایک دریا، صوبے کے طور پر ظاہر کر کے اس کے بعد ہی ''راگنی'' کے طور پر ظاہر کرنا مناسب تھا۔ ''سندھ'' کو دوسری مرتبہ بہ طور راس لفظ درج کیا اور اس کے معانی ظاہر کرتے ہوئے جان شیکسپیئر نے وہی غلطی کی جو ڈنکن فوربس نے کئی مقامات پر دہرائی ہے یعنی محض ایک املا کی بنیاد پر باہم متضاد معانی کا ایک ساتھ اندراج۔ پلیٹس نے ڈنکن فوربس کی اس روش پر بھی تنقید کی ہے[۲۲]۔

اسی طرح ادبی اصطلاح ''قصیدہ'' کو بہ طور راس لفظ درج کر کے اس کے معانی محض A poem, a long ode

درج کر دیے حالاں کہ فاضل لغت نویس نے اس کا ماخذ بجا طور پر عربی ظاہر کیا اس کے باوجود عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں موجود اس کے اصطلاحی و ادبی معانی نظر انداز کر دیے۔ فاضل لغت نویس نے لفظ ''متجسس'' کو راس لفظ درج کر کے اس کے معنی spy ظاہر کیے جب کہ اس کے لیے انگریزی لفظ curious مناسب ہے جو متجسس شخص کو صرف جاسوسی تک محدود نہیں رکھتا بلکہ اس لفظ کی حقیقی وسعت ظاہر کرتا ہے۔ ڈنکن فوربس نے لفظ ''مہیلہ'' کے ایک املا کے مطابق گھوڑوں کا چارہ درج کیا جو کہ کیپٹن جوزف اور ولیم ہنٹر کی لغت کے اسی اندراج کا اتباع ہے مگر مشہور ہندی لفظ ''مہیلا'' بہ معنی عورت کا ذکر سرے سے غائب کر دیا اور جان شیکسپیئر نے بھی یہ مشہور لفظ سرے سے درج ہی نہیں کیا۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ زیرِ نظر لغت میں اردو کا لفظ ''ہے'' سرے سے درج ہی نہیں کیا گیا اس کی جگہ ''ھیی'' درج کیا ہے اور اس کے معنی حرف فجائیہ کے طور پر Alas وغیرہ کیے ہیں۔ اس کے مقابلے اصل فجائیہ لفظ ''ہائے'' کو غلط املا کے ساتھ ''ھای'' درج کیا اور اس کا مطلب بھی وہی لکھا۔ یہ وہ غلطی ہے جس کا سلسلہ کیپٹن جوزف اور ولیم ہنٹر کی لغت سے لے کر پلیٹس تک تمام متداول مستشرق لغت نویسوں نے دہرایا ہے۔ اس کی بہ ظاہر وجہ تو ٹائپ کی مشکل معلوم ہوتی ہے کہ لغت نویس کے لیے یائے مجہول ''ے'' لکھنا مشکل ہو گا مگر ڈنکن فوربس کا ہم عصر مستشرق لغت نویس ولیم ییٹس اپنی لغت جو ۱۸۴۷ء میں شائع ہوئی، میں یائے مجہول کا استعمال کامیابی سے کر چکا تھا۔ اس لیے اسے یائے مجہول کے معاملے میں ٹائپ کی مشکل کو عذر کے بجائے اسے جان شیکسپیئر سمیت اردو بہ انگریزی لغت نویسی کی مستشرق روایت کا مشترکہ عیب ہی کہا جا سکتا ہے۔

زیرِ نظر لغت کا ایک عجیب پہلو اس میں ایسے عربی و فارسی الفاظ کی موجودگی ہے، جن کا استعمال ہم عصر اردو نظم و نثر میں کہیں نہیں ملتا۔ ہو سکتا ہے یہ الفاظ اس زمانے میں اردو میں مستعمل ہوں مگر آہستہ آہستہ یہ متروک ہو چکے ہوں، کیوں کہ اس زمانے تک انگریزی زبان کا غلبہ نہیں ہوا تھا اور برصغیر کے مسلمانوں میں بالخصوص عربی فارسی کے الفاظ کثرت سے مستعمل تھے جن کی جگہ بعد میں انگریزی الفاظ نے لے لی۔ واضح رہے کہ اردو ہندی تنازع اور اس کے نتیجے میں ہندوؤں کا سنسکرت اور ہندی الفاظ پر اصرار ہنوز دلی دور است والی بات تھی۔ مثال کے طور پر لفظ ''مامول'' (بہ معنی ''امید کیا گیا'' یا ''مقصود'') یہ عربی الاصل لفظ ہے اور "امل" بہ معنی "امید" سے مشتق ہے۔ یہ لفظ جان شیکسپیئر کے علاوہ اردو لغت بورڈ کی مرتبہ کردہ لغت میں بھی موجود ہے مگر اس لفظ کا رواج نہ تو ہم عصر اردو نظم و نثر میں ملتا ہے اور نہ متقدمین کے ہاں اس کا چلن تھا۔ یہاں اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم آج اس دور میں کئی سو سال پرانی ان لغات کو زیرِ بحث لا رہے ہیں جو اپنی اصل شکل میں بلاشبہ ہم تک پہنچ گئیں مگر ان کے دور کی معاشرت، زبان اور اس کا چلن، ذخیرہ الفاظ اور پوراپس منظر ہمارے سامنے نہیں۔ اس لیے اس معاملے میں ایسے الفاظ کے بارے میں کوئی قطعی رائے دینا اس قدر آسان نہیں جتنا کہ نظر آتا ہے۔

دراصل جان شیکسپیئر کی تاریخ ساز حیثیت کے باوصف، حقیقت یہ ہے کہ اس نے ہندوستان کی سرزمین پر سرے سے قدم ہی نہیں رکھا کجا یہ کہ اس کا تعامل مقامی باشندوں کے ساتھ ہوتا۔ اس لیے زیرِ نظر لغت میں مندرجہ بالا تسامحات کا درآنا قابل فہم امر ہے۔ اس کے مقابلے میں جان تھامپسن پلیٹس کا قیام ہندوستان طویل تھا۔ دیگر وجوہات کے علاوہ پلیٹس کی لغت کے جامع ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ اس کے مقابلے میں ڈنکن فوربس کا قیامِ ہندوستان صرف تین سال کے عرصے پر محیط رہا۔ البتہ ڈنکن فوربس کے ہم عصر مستشرق لغت نویس ولیم ییٹس کے طویل قیام ہندوستان نے اس کے فن کو نکھارا اور اس کے ہاں ایسی بہت سی اغلاط اور غلط رجحانات نظر نہیں آتے جو عموماً مستشرقین کی اردو بہ انگریزی اور انگریزی بہ اردو لغت نویسی کا خاصہ ہیں۔ طویل قیامِ ہندوستان اور بول چال کی زبان سے پلیٹس کے تعامل کے سبب اس کے فن میں پختگی آئی۔ اردو بہ انگریزی کے دیگر مستشرق لغت نویسوں پر اپنی برتری کی وجوہات کے بارے میں خود پلیٹس کی رائے قابل غور ہے، خود اس نے لکھا:

> مزید یہ کہ ہندوستان میں طویل قیام نے مجھے یہاں کی اس زندہ اور رواں بول چال سے سے روشناس کروایا جو لغات میں موجود نہیں اور میں نے اس بول چال کو باریک بینی سے محفوظ کرنے پر توجہ مبذول کی [۲۳]۔

لغوی اور مجازی معانی کی ترجیح کے مسائل

اس سلسلے میں اصولی بات یہ ہے کہ راس لفظ کے معانی ظاہر کرتے ہوئے پہلے اس لفظ کے لغوی معنی درج کرنے کے بعد ہی اس کے مجازی معنی درج کیے جاتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ راس لفظ کے معنی کے تمام پہلو سامنے آجاتے ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس طرح مجاز اور حقیقت کے درمیان تعلق واضح ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک استثنا یہ ہے کہ بعض الفاظ کے مجازی معانی کا استعمال اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اس کے لغوی اور اصلی معنی پس پردہ چلے جاتے ہیں اور اپنی اہمیت کھو بیٹھتے ہیں۔ ایسے الفاظ کے مجازی معانی ہی دے دیے جائیں تب بھی اعتراض کی زیادہ گنجائش نہیں ہوتی کیوں کہ عام طور پر کوئی بھی ان الفاظ کے لغوی معانی تلاش نہیں کرتا پھر بھی اختصار کے ساتھ ان الفاظ کے لغوی معانی کا اندراج ضروری ہے۔ جان شیکسپیئر نے بعض مقامات پر راس الفاظ کے لغوی اور عام معانی کو نظر انداز کر کے ان کے مجازی معانی کو ترجیحاً بیان کیا ہے۔ اس کی مثال اس لغت میں درج راس لفظ "آب بستہ" ہے۔ جان شیکسپیئر نے اس کے معنی میں صرف ایک لفظ لکھا ہے glass۔ ظاہر ہے کہ یہ معنی غلط نہیں ہے مگر آب بستہ کا اصل اور لغوی مطلب جما ہوا پانی یعنی برف ہے، پلیٹس نے آب بستہ کے معنی بجا طور پر ice دیے ہیں۔ وارث سرہندی نے شیکسپیئر کی لغت کی اس خامی کی طرف واضح اشارہ کیا ہے [۲۴]۔

آگے چل کر شیکسپیئر نے لغوی و مجازی معنی کے اندراج میں دوسری انتہا کو چھو لیا جب راس لفظ "آب پاشی" کے معانی ظاہر کرتے ہوئے اسے صرف sprinkling water سے ظاہر کیا ہے۔ بلاشبہ آب پاشی کا لغوی معنی تو یہی ہے مگر یہ لفظ

فصلوں کو پانی دینے کے معنوں میں مستعمل ہے۔ اسی لیے فیلن اور پلیٹس نے ان دونوں انتہاؤں سے بچتے ہوئے اس لفظ کا معنی watering fields لکھاہے جو اس کے لغوی معنی کے بجائے مستعمل معانی کو ظاہر کرتا ہے۔ جان شیکسپیئر نے یہی غلطی راس لفظ ’’ابدال‘‘ کے معانی ظاہر کرتے ہوئے کی ہے۔ اس لفظ کے معانی A religious person, a devotee, an enthusiast ظاہر کیے ہیں جو گم راہ کن معانی ہیں، کیوں کہ ہر مذہبی، درویش اور پرجوش شخص ابدال نہیں ہوتا۔ یہ تصوف کی ایک خاص اصطلاح ہے جس کے معنی چالیس کی مقررہ تعداد میں کائنات میں موجود اللہ کے ولی سمجھے جاتے ہیں جن کی جگہ ان کی موت کی صورت میں خالی ہونے پر متبادل ولی کے تقرر سے پُر کردی جاتی ہے[۲۵]۔ ’’ابدال‘‘ کے عمومی معنی ’’بدل‘‘ کی جمع کے ہیں۔ اس اصطلاح کو اس کے تناظر میں بیان کرنا ضروری تھا مگر جان شیکسپیئر نے اس امر کا اہتمام نہیں کیا۔ اس طرح کی مثالیں اس لغت میں عام مل جاتی ہیں۔

راس الفاظ کے لاطینی معانی

شیکسپیئر نے کچھ راس الفاظ کے معانی بتاتے ہوئے صرف ان کے لاطینی مترادفات ظاہر کیے ہیں۔ اس کے باوجود کہ ان الفاظ کے آسان انگریزی نام درج کیے جاسکتے تھے۔ ہو سکتا ہے ایسا فحش الفاظ کے ضمن میں کیا گیا ہو مگر ایک تو لغت نویسی کے علم میں کوئی لفظ فحش نہیں ہوتا دوسرا یہ کہ اس کے لیے عام الفاظ کے لاطینی معانی بیان کرنے کا سرے سے کوئی جواز نہ تھا۔ اس سلسلے میں وارث سرہندی نے لفظ ’’نخود‘‘ کی مثال دی ہے[۲۶]۔ جان شیکسپیئر نے اس کے انگریزی معنی kind of pulse درج کیے اور اس کے بعد اس کا لاطینی نام Cicer arinum بھی لکھ دیا۔ یہ روش غیر منطقی ہے۔ ایک تو یہ کہ کوئی ایک معنی درج کرنے کے بعد دوسرا اہم معنی لفظ درج کرنے کی افادیت تب سامنے آتی ہے جب بعد والا لفظ پہلے لفظ سے زیادہ عام فہم اور جامع ہو، اس کے برعکس یہاں معاملہ الٹ ہے کیوں کہ نخود کے انگریزی معانی دینے کے بعد اس کے غیر معروف لاطینی معانی دینے کا کوئی فائدہ نہیں کیوں کہ اس لغت کے اصل مخاطب ایسٹ انڈیا کمپنی کے انگریز افسر اور ملازمین تھے جنھیں اردو کے کسی لفظ کا انگریزی معنی جان لینے کے بعد اس لفظ کے لاطینی معنی جاننے کی ضرورت نہیں تھی۔

تاریخ اسلام سے متعلق الفاظ و معلومات

جان شیکسپیئر نے اپنے متقدمین کے کام کو بعینہٖ نقل کرنے کے بجائے ان کے کام پر تنقیدی نظر ڈال کر اس میں سے اخذ و قبول کی روش بھی اختیار کی۔ جہاں شیکسپیئر کی لغوی خوبیاں نقل ہوئیں وہیں اس کی اغلاط بھی نقل در نقل آگے بڑھتی چلی گئیں۔ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ جس طرح جان شیکسپیئر نے اپنے متقدمین کے کام کو جانچ پرکھ کر اخذ و قبول کیا اسی طرح بعد میں آنے والے مستشرق لغت نویس بھی شیکسپیئر سمیت دیگر متقدمین کے لغوی کام کو نقد و نظر اور تنقیح سے گزار کر قبول کرتے مگر

مستشرق لغت نویسی نے اس عمل سے پہلو تہی کی حتیٰ کہ اسلامی تاریخی معلومات جیسے نازک معاملے میں بھی تساہل سے کام لیا گیا۔

اس طرح کے اندراجات کی ایک مثال راس لفظ ''ابو بکر'' کا اندراج ہے۔ دراصل یہاں ''بکر'' میں ب پر زیر نہیں بلکہ زبر ہے۔ زیر کے ساتھ تو اس کا مطلب ''کنواری کا باپ'' درست ہوتا مگر لفظ ''ابو بکر'' میں ب پر زبر ہے جس کے لحاظ سے اس کا معنی ہے ''جوان اونٹ کا باپ''۔ یہ لقب اس لیے پڑ گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اونٹوں کے امراض اور علاج کے ماہر تھے[۲۷]۔ اس اندراج کے فوراً بعد راس لفظ ''ابو تراب'' کا اندراج ملتا ہے۔ اب تک تو شیکسپیئر نے ہر کنیت کے معنی ظاہر کرتے ہوئے پہلے اس کے لغوی معنی بتائے ہیں مگر ابو تراب کے معاملے میں جان شیکسپیئر نے اس لفظ کے لغوی معنی بتانے کے بجائے son in law of Muhammad لکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ فاضل لغت کی عمومی روش کے پیش نظر یہاں father of dust ہونا چاہیے تھا مگر یہاں شیکسپیئر نے اپنی روش بدل دی۔

جان شیکسپیئر نے اپنی لغت میں لفظ ''ابو جہل'' کا باقاعدہ راس لفظ کے طور پر اندراج کر کے پہلے اس کے درست لفظی معانی Father of ignorance درج کیے اور اس کے بعد Uncle of Muhammad درج کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ابو جہل بلاشبہ قریش مکہ کا سردار تھا مگر اس کا تعلق قریش قبیلے کی ذیلی شاخ بنی مخزوم سے تھا جب کہ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق قریش قبیلے کی ذیلی شاخ بنی ہاشم سے تھا۔ اس کھلے تفاوت کو بغیر تحقیق کے جان شیکسپیئر نے نظر انداز کر کے اس اندراج کی غلط وضاحت پیش کی تو ڈنکن فوربس اور ولیم ییٹس نے بھی جان شیکسپیئر کی یہی غلطی اپنی اپنی لغات میں دہرا دی۔ اس معاملے میں فرق صرف یہ رہا کہ جان شیکسپیئر اور ولیم ییٹس نے لفظ ''ابو جہل'' کا باقاعدہ راس لفظ کے طور پر اندراج کیا اور اس کے معانی درج کرتے ہوئے اس کا مطلب غلط بتایا مگر ڈنکن فوربس، اور پلیٹس نے اس کا اندراج الگ سے نہیں کیا بلکہ لفظ ''ابو'' کے معانی درج کرتے ہوئے ضمنی طور پر دیگر معانی کے ساتھ ابو جہل بھی لکھا اور اس کے معانی میں جہل کا باپ بتانے کے بعد ابو جہل کو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا چچا بھی بتا دیا۔

اس تاریخی غلطی کے باوجود شمر کو بجا طور پر یزید کا جنرل اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل بتایا، امام حسین کی جائے شہادت یعنی میدان کربلا اور شمر کے نام کی بدنامی کا بھی تذکرہ کیا۔ اسی طرح ''ابنِ زیاد'' کو بھی راس لفظ کے طور پر درج کر کے اس کے معنی بجا طور پر گورنر کوفہ بتائے۔ شاید ابو جہل کے بارے میں اس سہو کی وجہ یہ ہے کہ ابو جہل کے خاندان کے بارے میں زیادہ تر جو تذکرہ پڑھنے اور سننے کو ملتا ہے وہ اس کے قریشی ہونے کے حوالے سے ملتا ہے اور یہ تذکرہ بھی باقاعدگی سے نہیں ہوتا جب کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور اس کی ذیل میں شمر ملعون کا ذکر ہر سال سننے کو ملتا ہے یعنی شمر، ابن زیاد اور یزید وغیرہ کی منفی شہرت زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک عجیب اندراج لفظ ''یزید'' کا بھی ملتا ہے۔ اس راس لفظ کے معنی بتانے کی کوشش میں جان

شیکسپیئر نے بڑی عجیب باتیں لکھی ہیں مثلاً سب سے پہلے جان شیکسپیئر نے یزید کا مطلب name of an arch heretic among Muhammadans بتایا۔ اس کا مطلب ہے مسلمانوں میں بڑا رافضی یا بدعتی۔ یزید کا اصل جرم بدعتی یا رافضی ہونا نہیں بلکہ اس کا حقیقی جرم نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل ہے۔ اس کے علاوہ ''جہاد'' کے معنی war against infidels یعنی کافروں سے جنگ بتائے ہیں جب کہ جہاد کا اصل مطلب کوشش یا جدوجہد ہے اور عربی میں جنگ کے لیے ''حرب'' اور اسی طرح کے دیگر الفاظ مستعمل ہیں۔

جان شیکسپیئر کی لغت کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اس نے خاندان اور قانون سے متعلق اصطلاحات کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ غالباً اس مطالعے کا اثر یہ ہوا ہے کہ اسلام کے خاندانی و قانونی نظام سے متعلق قانونی اصطلاحات اس کی لغت میں مل جاتی ہیں مثلاً اجماع اور اس کے ذیل میں اجماع امت اور دیگر تفصیلات۔ قاضی، محرم، نکاح، مہر، طلاق، حلالہ، نطفہ، وراثت، حدود اور نفقہ وغیرہ جیسی قانونی اصطلاحات بھی درست معانی کے ساتھ مل جاتی ہیں۔ جان شیکسپیئر نے لفظ ''نکاح'' کا مطلب بجا طور پر شادی یا شادی کی معززترین شکل بتایا مگر اس لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے though in Bengal the term be only applicable to secondary kind of marriage لکھ دیا، یعنی بنگال میں نکاح کی اصطلاح کو شادی کی کم تر قسم قرار دیا۔ نکاح کی اصطلاح مسلم دنیا میں تعلق مردوزن کی واحد جائز صورت سمجھی جاتی ہے۔ یہ ایک عالم گیر اصطلاح ہے جس میں مسلم بنگال کا کوئی استثنا نہیں۔ اس کے علاوہ فاضل مصنف نے ''تیمم'' جیسی اصطلاح کے معنی بالکل درست درج کیے ہیں۔

حیرت کی بات ہے کہ اسلام کی خاندانی زندگی کی دیگر اصطلاحات درج کرتے ہوئے جان شیکسپیئر نے ''عدت'' کا اندراج سرے سے کیا ہی نہیں۔ ڈنکن فوربس نے ''متعہ'' کو مسلمانوں کا بہت عام عمل بتایا ہے جب کہ مسلمانوں میں صرف اہل تشیع متعہ کے قائل ہیں اور اہل سنن اس کو درست نہیں جانتے اور نہ ہی متعہ ان کے ہاں عام اور مشہور ہے۔ جان شیکسپیئر نے اس لفظ کے لفظی و اصطلاحی دونوں معانی درست بیان کیے ہیں۔ جان شیکسپیئر نے متعہ کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھا Taking a wife for a time, a temporary marriage of Shias ۔ کیپٹن جوزف اور ولیم ہنٹر کی لغت میں اسے غلط املا ''متع'' کے ساتھ درج کرکے صرف اس کے لفظی معانی بیان کیے۔ اسی طرح جان شیکسپیئر نے ''رجوع'' یعنی میاں بیوی کا ایک یا دو طلاقوں کے بعد نکاح کی طرف پلٹنے کا ذکر لفظ ''رجوع'' کے معنی بتاتے ہوئے نہیں کیا بلکہ ''رجعت'' کی وضاحت کرتے ہوئے رجوع کی تفصیل بتائی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ وضاحت اپنے مقام پر نہیں ہے۔ بعینہٖ یہی غلطی ڈنکن فوربس نے بھی اپنی لغت میں دہرادی۔

کرخنداری الفاظ اور جان شیکسپیئر کی لغت

کرخنداری زبان سے مراد دہلی و اطراف کے ہنرمندوں، تکنیکی اشیا کا کاروبار کرنے والوں اور مزدوروں کی زبان ہے۔

چوں کہ یہ افراد پڑھے لکھے نہیں ہوتے تھے اس لیے اپنے اوزاروں، خام مال اور تکنیکی اصطلاحات کے لیے لغت کو کم ہی زحمت دیتے تھے۔ کاری گر اپنی ضرورت کے لیے اصطلاحات خود وضع کر لیتے تھے۔ ظاہر سی بات تھی کہ ان اصطلاحات کے ذریعے ان کا تکنیکی کام چل جاتا تھا اس لیے انھیں کسی سند کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ کاری گروں کی اس زبان کو "کرخنداری زبان" کہا جاتا ہے۔ اس زمانے میں ہمارے کاری گروں کے درمیان ان کے اپنے وضع کردہ الفاظ مروج تھے جو ان کی روزمرہ کی ضرورت کے تحت زبان میں شامل ہو گئے تھے۔ مثال کے طور پر دستے کے لیے "ہتھری" کا لفظ خاصا بہتر تھا مگر دستے یا ہتھری کے بارے میں اردو لغت نویسوں کے اس تعصب کی وجہ یہ کم تر الفاظ ہیں، انھیں لغات میں درج نہیں کیا۔ ان الفاظ کے عدم اندراج نے ان کے انگریزی مترادف لفظ Handle کو رواج دیا۔ اسی طرح کی ایک مثال اسلحہ کو ڈھک کر رکھنے والے کپڑے یا چمڑے کے لیے "سلح پوش" اور اسلحہ محفوظ رکھنے والے مقام کے لیے "سلح خانہ" کا لفظ بھی ہے جسے جان شیکسپیئر نے اپنی لغت میں جائز مقام پر درج کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ انگریزی لفظ Double کے سابقے سے شروع ہونے والے انگریزی الفاظ کو ہماری روزمرہ کی گفتگو اور تحریر میں اسی لیے جگہ مل گئی کہ ہم نے "دو" کے سابقے سے شروع ہونے والے مقامی الفاظ ترک کر دیے۔ یہ متروک الفاظ بھی انھی کاری گروں کی عطا تھے جو اس سابقے کے شروع ہونے والے الفاظ و اصطلاحات سے کام لیتے تھے۔ مقامی کاری گر انگریزی الفاظ سے نامانوس ہونے یا ناواقف ہونے کی بنا پر اپنی آسانی کے لے نئے مقامی الفاظ تشکیل دے دیتے تھے۔ مثال کے طور پر بندوق کی مرمّت کرنے والے کاری گروں نے دونالی والی بندوقوں کے لیے "دونلی" کی اصطلاح گھڑلی تھی جو انگریزی لفظ Double Barrel کا متبادل تھا، اسی طرح "دونجا"، "دونگڑا" کے الفاظ ہیں۔ یہ جان شیکسپیئر کی لغوی بصیرت تھی کہ اس نے ان الفاظ کو ترک کرنے کے بجائے اپنے اپنے مقام پر درج کر دیا ہے۔ آج کل بھی ہمارے ہاں موٹر سائیکلوں اور گاڑیوں کی مرمت کرنے والے کاری گروں نے ایسے کئی الفاظ و اصطلاحات گھڑ رکھی ہیں جو لغت میں جگہ پانے کی مستحق ہیں۔ اس طرح کی کئی مثالیں ایسی ہیں جنھیں اگر ہمارے لغت نویس، ذرائع ابلاغ اور پالیسی ساز اہمیت دیتے اور اس ضمن میں تعصب یا احساسِ کمتری کا شکار نہ ہوتے تو آج ذرائع ابلاغ کی اردو زبان، انگریزی اور اردو الفاظ کا ایک ملغوبہ بن کر نہ رہ جاتی۔ اس سلسلے میں پڑوسی ملک بھارت سے بھی سبق لیا جاسکتا ہے جہاں غیر معروف سنسکرت اصطلاحات کو پچھلے ستّر سال سے سرکاری سرپرستی میں مسلسل استعمال کیا گیا جس کے نتیجے میں انھی الفاظ کے آسان اردو مترادفات وہاں کی نئی نسل کے لیے اجنبی بن گئے۔

الف مقصورہ اور الف ممدودہ کا درست مقام متعین کرنے میں غلطی

یہ لغت الف مقصورہ اور الف ممدودہ کا اصطلاحی فرق واضح نہیں کرتی ۔ اس لغت میں الف سے شروع ہونے والے الفاظ کو الف مقصورہ سے شروع کیا گیا ہے اور اس کے بعد الف مقصورہ اور الف ممدودہ سے شروع ہونے والے الفاظ بغیر کسی

تفریق کے یکے بعد دیگرے آتے چلے جاتے ہیں۔ الف ممدودہ اور الف مقصورہ کا مسئلہ مستشرقین کی اردو بہ انگریزی اور انگریزی بہ اردو دو لسانی لغت نویسی کا مشترکہ عیب ہے، جان شیکسپیئر سے قبل کیپٹن جوزف ٹیلر کی لغت میں بھی یہی عیب اسی شکل میں موجود ہے۔ الف سے شروع ہونے والے اندراجات لفظ "اب" سے شروع ہوتے ہیں اور اس کے بعد بجا طور پر الف ممدودہ سے شروع ہونے والا لفظ "آب" کا اندراج ملتا ہے۔ اس کے بعد الف مقصورہ اور الف ممدودہ سے شروع ہونے والے الفاظ بغیر کسی تفریق کے یکے بعد دیگرے آتے چلے جاتے ہیں۔

ہائے مخلوط اور ہائے ملفوظی

جان شیکسپیئر، کیپٹن جوزف اور ولیم ہنٹر کی لغت میں ہائے مخلوط (جس کا تلفظ اس سے پہلے والے حرف سے مل کر بنتا ہے مثلاً گھول وغیرہ) اور ہائے ملفوظی (جس کی آواز خود سے آزادانہ ظاہر ہو مثلاً جہاں) کا فرق عام طور پر ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ کیپٹن جوزف اور شیکسپیئر کی لغت میں "پھر" اور "پہر" کا اندراج بالکل درست املا کے ساتھ ملتا ہے۔ یہ فرق ڈنکن فوربس قائم نہیں رکھ سکا۔ البتہ اس حوالے سے ڈنکن فوربس کے ہم عصر ولیم ییٹس کی لغت کے اندراجات اس خامی سے پاک اور بالکل واضح ہیں۔ اس معاملے میں ایس ڈبلیو فیلن کی لغت بہتر ہے۔ فیلن نے "پھلواری" اور "پہلوان" کو درست املا کے ساتھ لکھا ہے۔ پلیٹس کی لغت میں بھی ہائے مخلوط اور ہائے مختفی کا فرق قائم رکھا گیا ہے۔ اس کی لغت میں "پہیا" اور "پھپھڑا" میں اس قسم کے فرق کو قائم رکھا گیا ہے۔ اسی طرح "بہل" اور "بھل"، "جھلی" اور "جہلی" (بہ معنی سست یا صابر)، "جھل" اور "جہل"، "جھال" اور "جہال"، "چہکنا"، "اور "چھکنا" کا فرق بھی قائم رکھا گیا ہے۔ اس کے باوجود ایسے راس الفاظ بھی اس لغت میں موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ جان شیکسپیئر نے ان میں اس طرح کی تمیز روا نہیں رکھی مثلاً "ابہام" کو غلط املا کے ساتھ "ابھام" لکھ دیا ہے۔

یائے معروف اور یائے مجہول

مستشرقین کی اردو بہ انگریزی لغت نویسی کا ایک مشترکہ عیب یہ بھی ہے کہ ان میں یائے معروف اور یائے مجہول کو گڈمڈ کر دیا گیا ہے بلکہ زیادہ درست بات یہ ہے کہ سوائے ولیم ییٹس کے مستشرق لغت نویسی کی پوری روایت یائے مجہول لکھنے سے قاصر رہی ہے۔ اگر اسے ٹائپ کی مجبوری قرار دیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈنکن فوربس کے ہم عصر ولیم ییٹس نے اس مشکل پر کیسے قابو پایا؟ ڈنکن فوربس کی لغت میں بھی یہی عیب بعینہٖ موجود ہے۔ مستشرق لغت نویسوں میں سوائے ولیم ییٹس اور فیلن کے، جان شیکسپیئر سے پلیٹس تک سب نے اس معاملے میں ٹھوکر کھائی ہے۔ یائے معروف اور یائے مجہول کا یہ فرق اس لیے بھی اہم تھا اور ہے کہ دولسانی لغات نو آموز طلبہ کی رہنمائی کے لیے ترتیب دی جاتی ہیں۔ اس طرح کی اغلاط طلبہ کے لیے مشکلات کا سبب بن سکتی ہیں۔ ایک نیا طالب علم، لفظ "گائی" سے مراد "غزل گائی" بھی لے سکتا ہے اور فارسی کے "باری" کے بارے میں

بھی شبہات کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس حوالے سے ڈنکن فوربس کے ہم عصر مستشرق لغت نویس ولیم ییٹس کی باریک بینی قابل تحسین اور خاصی دل چسپ ہے۔ ییٹس نے فارسی کے ''بارے'' بمعنی دفعہ یا مرتبہ، ''باری'' بمعنی اللہ تعالیٰ اور ''باری'' بمعنی کھڑکی الگ الگ درج کیا ہے۔ اس کے مقابلے میں شیکسپیئر نے یائے مجہول کے ساتھ ''بارے'' کا اندراج سرے سے کیا ہی نہیں البتہ راس لفظ کے طور پر ''بارے'' کو ''bare'' لکھ کر ظاہر کیا مگر یہ کوئی کامیاب طریقہ نہیں۔ ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ ٹائپ کی مشکل کا عذر یہاں کارآمد نہیں کیوں کہ ولیم ییٹس یائے مجہول کو الگ سے استعمال کر کے یہ عذر غلط ثابت کر چکا تھا۔ جان شیکسپیئر نے ''ناتے دار'' کو ''ناتی دار'' لکھا ہے۔ اس کے علاوہ لفظ ''رائے'' کو ''رائ'' اور ''گائے'' کو ''گای'' اور ''گاہے'' کو ''گاھیی'' لکھا ہے جسے ٹائپ کے مسائل کے زمرے میں نہیں رکھا جا سکتا۔

املا کی اغلاط

اس لغت میں کئی مقامات پر مروجہ اردو املا کی خلاف ورزیاں بھی ملتی ہیں، مثال کے طور پر لفظ ''اڑتالیس'' یعنی ۴۸ کو غلط املا کے ساتھ ''اٹھتالیس'' بطور راس لفظ لکھا ہے اور اس کے مروجہ املا یعنی ''اڑتالیس'' کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اسی طرح لفظ ''باری'' کو چار مرتبہ درج کیا ہے دو مرتبہ ہندی اور دو مرتبہ عربی لفظ کے طور پر مگر لفظ ''بارے'' کا اندراج سرے سے غائب ہے۔ ''برائے'' یعنی لیے یا واسطے کو جان شیکسپیئر نے ''برای'' درج کیا۔ جان شیکسپیئر سے قبل چھپنے والی کیپٹن جوزف اور ولیم ہنٹر کی لغت میں لفظ ''برائے' کو اسی طرح درست املا کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ ''پھول گوبھی'' کو غلط املا کے ساتھ ''پھول کوبی'' لکھا ہے۔

اس لغت میں غلط املا کی ایک مثال لفظ ''جھنجھٹ'' ہے۔ اس لفظ کو ایک جگہ ''جھانجھٹ'' بہ طور راس لفظ درج کر کے اس کے معانی wrangling, squabbling درج کیے اور آگے جا کر اسے درست املا کے ساتھ ''جھنجھٹ'' بھی بہ طور راس لفظ درج کر کے اس کے معانی بھی یہی لکھے ہیں۔ ''چنگیز خان'' کو ''جنگیز خان''، ''جائزہ'' کو ''جایزہ''، ''جائز'' کو ''جایز''، ''دکان'' کو ''دوکان''، اور ''چنبیلی'' کو ''چنبلی'' لکھا ہے، حالاں کہ انگریزی میں درست تلفظ یعنی Chambeli درج کیا ہے۔ لفظ ''چبانا'' کو ایک مرتبہ درست املا کے ساتھ ''چبانا'' بہ طور راس لفظ درج کیا اور اس کے معنی بجا طور پر chew درج کیے۔ آگے جا کر اس لفظ کو غلط املا کے ساتھ ''چابنا'' بہ بطور راس لفظ درج کیا اور یہاں بھی اس لفظ کے درست معنی chew درج کیے۔ لفظ ''رئیس'' کو بالکل درست املا کے ساتھ درج کیا مگر اسی طرح کے دیگر کئی الفاظ کے املا میں یہ احتیاط برقرار نہ رکھی مثلاً روئیدگی کو ''روءیدگی'' لکھا ہے۔ ''دیباچہ'' کو ''دیباجہ'' لکھ دیا ہے۔ اسی طرح لفظ ''رائج'' کو ''رایج'' لکھا گیا ہے۔ بہ طور راس لفظ ''سنکھیا'' کے معنی پہلے A number درج کیے پھر ثانوی معنی Arsenic درج کیے اہمیت اور عمومیت کے لحاظ سے Arsenic کو پہلے آنا چاہیے تھا۔ آگے چل کر مختلف املا کے ساتھ لفظ ''سنگیا'' بہ طور راس لفظ درج کر کے اس کے معنی A sort of poison درج کر دیے۔

"کاہے" کو "کاھی" کے غلط املا کے ساتھ درج کیا۔ "گڑبڑ" کو پہلے تو غلط املا کے ساتھ "گڈبڈ" بہ طور راس لفظ درج کرکے اس کے معنی higgledy-piggledy بتائے پھر آگے جا کر اسی لفظ کو درست املا کے ساتھ درج کرکے اس کے معنی بھی یہی لکھے۔ "گائیدہ" کو "گاءیدہ" لکھا ہے اسی طرح لفظ "میلا" اور "میلہ" کے املا میں فرق نہیں رکھا گیا، دونوں کو ایک ہی املا کے مطابق دو مرتبہ درج کرکے معانی الگ الگ لکھ دیے ہیں، البتہ انگریزی تلفظ درج کرتے ہوئے "میلا" کے لیے maila اور "میلہ" کے لیے mela لکھ کر اس امتیاز کو واضح کیا ہے لفظ "ہڑ تال" کو "ہٹتال" لکھا ہے۔

ٹائپ کی مشکلات

مستشرقین کی اردو لغت نویسی کی روایت کا جائزہ لیں تو ایک بات صاف نظر آتی ہے کہ اس وقت تک چوں کہ اردو طباعت میں ٹائپ کے کچھ مسائل تھے جن کی وجہ سے اردو کے تمام حروف کی درست شکل درج کرنا ممکن نہ تھا اس لیے کئی حروف کی تبدیل شدہ شکل ملتی ہے۔ مثال کے طور پر اردو حرف "ٹ" کی جگہ چار نقطی حرف "ٹ" کا استعمال، "ڑ" کی جگہ "ر" کے اوپر چار نقاط لکھ دینا، "ڈ" لکھتے ہوئے چھوٹی "ط" کی جگہ "د" پر چار نقطے لکھنا وہ مسائل تھے جو جان شیکسپیئر سے پہلے یعنی ۱۸۰۸ء میں شائع ہونے والی کیپٹن جوزف اور ولیم ہنٹر کی لغت میں بھی بعینہٖ ہی موجود تھے اور فیلن کی لغت کے علاوہ ۱۸۸۱ء میں شائع ہونے والی پلیٹس کی لغت بھی انھی مسائل کا شکار تھی۔ اس حوالے سے بیٹس کی لغت کچھ بہتر تھی کہ اس میں کم از کم یائے معروف اور یائے مجہول اور ہائے ملفوظی اور ہائے مخلوط کی تمیز برقرار رکھی جب کہ اردو کے دیگر مستشرق لغت نویس یہ امتیاز ملحوظ خاطر نہ رکھ سکے۔

ادبی و شاعرانہ اصطلاحات:

جان شیکسپیئر نے اردو کی ادبی اصطلاحات کے معانی عام طور پر درست درج کیے ہیں۔ جان شیکسپیئر نے "قافیہ" کی تعریف لغوی، اصطلاحی اور محاورے ہر لحاظ سے درست درج کی ہے۔ ردیف کی تعریف درج کرتے ہوئے اس کے لغوی معنی درست درج کیے مگر اس کے ادبی معانی درج کرتے ہوئے یہاں بھی قافیے کی تعریف کو دہرا دیا اور اصطلاحی طور پر دونوں کا فرق واضح نہ کر سکا۔ اسی طرح "مقطع" کو نظم کا آخری شعر بتایا جب کہ مقطع غزل کا وہ آخری شعر کہلاتا ہے جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔ اسی طرح غزل کو عشقیہ نظم قرار دیا ہے غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ انگریزی زبان و ادب نظم سے تو واقف ہے مگر غزل کی صنف اس کے لیے اجنبی ہے۔ اس لغت میں "تخلص"، "مطلع" کی بالکل درست تعریف درج کی ہے۔ لفظ "مقالہ" کے لفظی معنی speech, discourse, saying, sentence درج کیے مگر اس کے اصطلاحی و معروف معنی یعنی "تحقیقی انداز میں لکھی گئی تحریر" کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ "مخمس"، "مسدس"، "مستزاد" اور ترجیع بند کی درست تعریف درج کی ہے۔ "مشاعرہ" کے لغوی اور اصطلاحی دونوں معانی درست بیان کیے ہیں۔

اعلام کی شمولیت

لغت نویسوں کی عام روش سے ہٹ کر جان شیکسپیئر نے اعلام کو بڑی تعداد میں اپنی لغت میں شامل کیا ہے۔ اس امر نے اس لغت کی افادیت میں اضافہ کیا ہے۔ اردو میں رائج اعلام کے اردو تلفظ اور فارسی و عربی میں ان کے تلفظ کے ساتھ ساتھ انگریزی میں ان کی صورت سے واقفیت بھی لغت کے قاری کے لیے اجنبی نہیں رہتی۔ اس خصوصیت نے ترجمہ کرنے والوں کے لیے اس لغت کی افادیت میں اضافہ کر دیا ہے۔

دکنی الفاظ

جان شیکسپیئر نے اپنی لغت کے دیباچے میں جنوب سے شمال اور مشرق سے مغرب تک ہندوستان کے طول و عرض کی عوامی اور رابطے کی زبان اردو کو قرار دیا تھا۔ اسی لیے فاضل لغت نویس نے اپنی لغت میں دکنی الفاظ کو نظر انداز نہیں کیا۔ اس امر نے جہاں اس لغت کی افادیت اور وسعت میں اضافہ کیا ہے وہاں اردو الفاظ کے ارتقائی و تدریجی مطالعے کے سلسلے میں بھی مدد فراہم کی ہے۔

ماحصل

مستشرقین کی اردو بہ انگریزی لغت نویسی کو اگر دو اہم حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ان میں پہلا دور جان شیکسپیئر سے پہلے کا اور دوسرا دور جان شیکسپیئر سے بعد کی انگریزی بہ اردو لغت نویسی کا ہو گا۔ اردو بہ انگریز لغت نویسی کے جس سلسلے کا آغاز مستشرق لغت نویسوں نے کیا اس میں کچھ لغت نویسوں کی اہمیت دوسرے تمام لغت نویسوں سے منفرد ہے۔ اس سلسلے کے دیگر مستشرق لغت نویسوں میں جان بورتھ وک گل کرسٹ (John Gilchrist ۱۷۵۹ء-۱۸۴۱ء)، کیپٹن جوزف، ولیم ہنٹر، ولیم ییٹس، ڈنکن فوربس، ایس ڈبلیو فیلن اور پلیٹس شامل ہیں۔ اسی لیے وارث سرہندی کے بقول اس امر کے باوجود کہ جان شیکسپیئر نے ہندوستان کی سرزمین پر کبھی قدم نہیں رکھا، اس کے لغوی کارنامے نہ صرف اس کے پیش رو، اردو بہ انگریزی لغت نویسوں سے اسے ممیز کرتے ہیں بلکہ اس کے بعد آنے والے تمام مستشرق لغت نویسوں کے لیے اسے ایک رہنما کے طور پر بھی پیش کرتے ہیں۔ وارث سرہندی نے جان شیکسپیئر کے لغوی کام کے اعلیٰ معیار اور اردو کی دولسانی اور اردو بہ اردو لغت نویسی پر اس کے گہرے اثرات کا اعتراف کرتے ہوئے بتایا کہ اردو لغت نویسی کی پوری روایت پر بہ شمول پلیٹس اور فیلن کی لغات کے فرہنگ آصفیہ اور نور اللغات پر بھی جان شیکسپیئر کے اثرات مرتب ہوئے[۲۸]۔ اس لغت کی اصل صورت میں اشاعت محققین کی ضرورت ہے۔ اردو سے انگریزی لغت کے طور پر اس کی اشاعت تو زیادہ اہمیت نہیں رکھتی کیوں کہ اس سے بہتر اردو بہ انگریزی لغات سامنے آچکی ہیں۔ البتہ مستشرقین کی اردو بہ انگریزی لغت نویسی کے ارتقائی مراحل کی تفہیم کے سلسلے میں اس لغت کی

کلیدی اہمیت ہے۔

یہ لغت بعد میں آنے والے لغت نویسوں کے لیے ایک بنیادی ڈھانچے کے طور پر مد نظر رہی۔ اگرچہ ڈنکن فوربس نے اس لغت سے استفادہ کرنے کے باوجود اپنی لغت کے دیباچے میں کہیں اس کا اعتراف نہیں کیا۔ جب کہ جان ٹی پلیٹس نے اپنی لغت کے دیباچے میں جان شیکسپیئر کی لغت پر جہاں تنقیدی نظر ڈالی ہے وہاں اس لغت کی اولیت، فنی خوبیوں اور معیار کی تعریف بھی کی ہے۔ جان شیکسپیئر کے خیال و تاثر کے دائرے نے اس کی ہم عصر اردو بہ انگریزی اور انگریزی بہ اردو لغت سمیت بعد میں سامنے آنے والی اردو بہ اردو لغت نویسی کو بھی متاثر کیا، اس کے فن لغت نویسی کی نہ صرف خوبیاں بلکہ کم زوریاں بھی جان شیکسپیئر کے متاخرین کے فن میں در آئیں۔ مثلاً ان غلطیوں کی نشان دہی پلیٹس نے اپنی لغت کے دیباچے میں بجا طور پر کی ہے[۲۹]۔ پلیٹس نے اپنی لغت کے دیباچے میں جہاں اپنے متقدمین کے کام پر تنقید کی ہے وہیں اس نے اپنی لغت پر جان شیکسپیئر کے اثرات کا بڑے کھلے دل کے ساتھ اعتراف بھی کیا ہے، یہ خراج تحسین اس لغت نویس نے پیش کیا ہے جو مستشرقین کی اردو بہ انگریزی لغت نویسی کی روایت کا نقاد بھی ہے[۳۰]۔ جان شیکسپیئر کی اہم صفات میں سے ایک Meta lexicography (لغت نویسی کے فن کا، لغت کی زبان کی معاشرت کے تناظر میں مطالعہ) یہ نسبتاً ایک نئی اصطلاح یا میدان ہے مگر اس کے نقوش اپنے پیش رو مستشرق لغت نویسوں کے مقابلے میں جان شیکسپیئر کے ہاں واضح انداز میں نظر آتے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

* (پ:۱۹۷۱ء)، لیکچرر شعبۂ اردو، گورنمنٹ ایس ایم سائنس کالج، کراچی۔

۱۔ اسٹیفن ایڈورڈ وہیلر[Stephen Edward Wheeler]، *Dictionary of National Biography, 1885-1900* جلد ۵۱۔ https://en.wikisource.org/wiki/Dictionary_of_National_Biography,_1885-1900/Shakespear,_John (۸جون، ۲۰۲۳ء)۔

اردو بہ انگریزی اور انگریزی بہ اردو لغت نویسی پر ان مٹ نقوش چھوڑنے والے مستشرق لغت نویس جان شیکسپیئر (۱۷۷۴ء۔۱۸۵۸ء) کا تعلق لیسٹر برطانیہ کے ایک غریب خاندان سے تھا، اس کے والد ایک کسان تھے۔ اس نے قریبی گرجا کے زیر اہتمام اسکول میں تعلیم حاصل کی۔ گرجے کا پادری اس کی ذہانت سے متاثر تھا جس نے اسے لارڈ فرانسس راڈن سے متعارف کروایا۔ فرانسس راڈن نے جان شیکسپیئر کو عربی سیکھنے کے لیے لندن بھیجا۔ ۱۸۰۵ء کے قریب جان شیکسپیئر کو رائل ملٹری کالج، مارلو Marlow میں مشرقی علوم کے پروفیسر کے طور پر تعینات کیا گیا۔ ۱۸۰۹ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے لندن سے تقریباً ۱۰ میل دور اڈیسکومبے (Addiscombe) میں کیڈٹ کالج کھولا تو اسے وہاں ہندوستانی کا پروفیسر مقرر کیا۔ وہاں رہتے ہوئے جان شیکسپیئر نے ایک ہندوستانی قواعد، لغت اور مختلف نصابی کتابیں مرتب کیں۔ اپنی لغت کے پہلے ایڈیشن مطبوعہ ۱۸۱۷ء کے بارے میں انھوں نے خود بتایا کہ یہ ڈاکٹر ولیم ہنٹر کی کلکتہ میں شائع کردہ لغت میں ترمیم و اضافے پر مشتمل ہے لیکن ۱۸۲۰ء اور ۱۸۳۴ء میں شائع ہونے والے ایڈیشنز جان شیکسپیئر کی محنت کا نتیجہ تھے۔ ۱۸۲۹ء میں وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت سے ریٹائر ہوا۔ جان شیکسپیئر نے ساری عمر شادی نہیں کی۔ ایک تنہا انسان اور فقیر منش طبیعت کی وجہ سے جان شیکسپیئر کے اخراجات محدود رہے اور آمدنی زیادہ۔ اس کے علاوہ اس نے اپنی کتابوں کی فروخت سے بھی بڑی رقم کمائی۔ اس سادہ طرز زندگی نے جان شیکسپیئر کو اس لائق کر دیا کہ وہ اپنی ریٹائرمنٹ پر لیسٹر شائر میں Langley Priory نامی جائیداد خرید سکے۔ ۱۸۵۸ء کی ایک شام مستشرق لغت نویسی کا عظیم عالم دارفانی سے کوچ کر گیا۔

۲۔ ایضاً۔

۳۔ جان شیکسپیئر[John Shakespear]، *A dictionary, Hindustani and English, with a copious index, fitting the work to serve, also, as a dictionary of English and Hindustani* (لندن: پاربری، ایلن، اینڈ کمپنی، ۱۸۳۴ء)، v۔

۴۔ اسٹیفن ایڈورڈ وہیلر[Stephen Edward Wheeler]، *Dictionary of National Biography, 1885-1900* جلد ۵۱۔

۵۔ ایڈورڈ سعید[Edward Said]، *Orientalism* (لندن: پینگوئین، ۲۰۰۳ء)، ۳۔

۶۔ ایضاً، ۳۔

۷۔ ایضاً، ۱۲۳۔

۸۔ شمس الرحمٰن فاروقی، ''اردو لغت اور لغت نگاری'' مشمولہ لغت نویسی کے مسائل مرتبہ: گوپی چند نارنگ (نئی دہلی (جامعہ نگر): ماہنامہ کتاب نما، ۲۵ ستمبر ۱۹۸۵)۔

۹۔ ایضاً۔

۱۰۔ ہیڈوموڈ بسمان[Hadumod Bussmann]، *Routledge Dictionary of Language and Linguistics* (لندن: روٹلیج، ۲۰۰۶ء)، ۱۲۸۵۔

۱۱۔ کیتھ براؤن[Keith Brown]، *Encyclopedia of Language and Linguistics*(بوسٹن: ایلسیویئر، ۲۰۰۶ء)۔

۱۲۔ سر ولیم جونز[Sir William Jones](۱۷۴۶ء-۱۷۹۴ء)ایک برطانوی مستشرق اور ماہر قانون تھے جنھوں نے مغرب میں مشرقی علوم خاص طور پر ہندوستان پر مطالعات میں دل چسپی کی بڑھانے کے لیے قابل قدر کام کیا۔ ان کے والدین ویلش تھے ، انھوں نے ہیرو اینڈ یونیورسٹی کالج، آکسفورڈ (۱۷۶۴ء-۱۷۶۸ء)میں تعلیم حاصل کی جہاں انھوں نے لاطینی، یونانی، عبرانی، عربی اور فارسی سیکھی۔ اپنی زندگی کے آخر تک، وہ ۲۸ زبانیں سیکھ چکے تھے، جن میں چینی زبان بھی شامل تھی، ان میں سے اکثر زبانیں انھوں نے اپنے طور پر سیکھیں۔ کئی سال ترجمے کا کام کرنے کے بعد اور اسکالرشپ کے اختتام پر جونز نے مالی وجوہات کی بنا پر قانون کے مطالعہ کی طرف رجوع کیا اور ۱۷۷۴ء میں اسے بار میں بلایا گیا۔ فارسی زبان کی اس کی گرامر (۱۷۷۱ء) ایک طویل عرصے تک اس شعبے میں مستند رہی۔ جونز نے عربی کلاسیکی کلام سبعہ معلقات کا ترجمہ کرکے انھیں برطانوی عوام سے روشناس کرایا۔ ۱۷۸۳ء میں انھیں نائٹ کا خطاب دیا گیا اور وہ سپریم کورٹ کے جج کے طور پر کلکتہ روانہ ہوئے۔ ۱۷۸۴ء میں جونز نے مشرقی علوم کی حوصلہ افزائی کے لیے ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کی بنیاد رکھی۔ اس نے خود سنسکرت زبان اختیار سیکھی تاکہ ہندو اور مسلم قانون کے ایک وسیع ذخیرے کی تیاری کے لیے خود کو تیار کیا جاسکے۔ اس نامکمل منصوبے میں سے ان کا انسٹی ٹیوٹ آف ہندو لاء ۱۷۹۴ء میں اور اس کا محمدی قانون وراثت کا ۱۷۹۲ء میں شائع ہوا۔ ایشیاٹک سوسائٹی کے لیے اپنے ۱۷۸۶ء کے صدارتی خطاب میں، اس نے سنسکرت، لاطینی اور یونانی کے مشترکہ سلسلہ نسب کو پیش کیا۔ ۱۹ویں صدی کے اوائل میں تقابلی لسانیات کی ترقی کا محرک اس کی تحقیقات بنیں۔

https://www.britannica.com/biography/William-Jones-British-orientalist-and-jurist (۵ جون، ۲۰۲۳ء)

۱۳۔ مولوی عبدالحق، لغت کبیر (کراچی: انجمن ترقی اردو، کراچی، پاکستان ۱۹۷۷ء)، ۱۶-۲۰۔

۱۴۔ جان شیکسپیئر[John Shakespear]، *A dictionary, Hindustani and English, with a copious index, fitting the work to serve, also, as a dictionary of English and Hindustani*، vi۔

۱۵۔ ایضاً، vi۔

۱۶۔ ایضاً، v۔

۱۷۔ ایضاً، vi۔

۱۸۔ ڈنکن فوربس[Duncan Forbes]، *Literary Notes: Duncan Forbes, his Urdu-English dictionary and the 'Hindustani' language* (لندن: ولیم ایچ ایلن اینڈ کمپنی ۱۸۴۸ء)، v۔

۱۹۔ وارث سرہندی، کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ، جلد سوم (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء)، ۱۶۔

۲۰۔ ایضاً، ۱۹۔

۲۱۔ جان تھامپسن پلیٹس[John Thompson Platts]، *A Dictionary of Urdu, Classical Hindi, and English*(لندن: سمپسن لومارسٹن اینڈ کمپنی، ۱۸۸۴ء)، iv۔

دیکھیے اصل متن:

> The plan of the work resembles in many of its features that of Shakespeare's dictionary. Where, however, numbers of words come by accident to be spelt in the same way but have very different meanings and are derived from very different resources. I have when able to do so, placed them in separate paragraphs, according to their etymology, and not jumbled them together under one head, as is done by Shakespear and other lexicographers.

۲۲۔ ایضاً، ii۔

۲۳۔ ایضاً، iii۔

شیکسپیئر کے اصل الفاظ یوں ہیں:

> Moreover, a long residence in India made me acquainted with much of the living colloquial language not found in Dictionaries, which I was careful to note.

۲۴۔ وارث سرہندی، کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ، ۲۲۔

۲۵۔ اللہ یار خان، دلائل السلوک (میانوالی: ادارہ تالیفاتِ اویسیہ)، ۱۴۱۔

۲۶۔ وارث سرہندی، کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ، ۱۸۔

۲۷۔ ایضاً، ۲۵۔

۲۸۔ ایضاً، ۲۵۔

۲۹۔ جان تھامپسن پلیٹس [John Thompson Platts]، *A Dictionary of Urdu, Classical Hindi, and English*، iv۔

۳۰۔ ایضاً، iv۔

Bibliography

Brown, Keith. *Encyclopedia of Language and Linguistics, 2nd Edition*. Boston: Elsvier, 2006.

Bussmann, Hadumod. *Routledge Dictionary of Language and Linguistics*, London: Routledge, 2006.

Faruqi, Shamsur Rahman. “Urdū Lūghat aur Lūghat Nigāri” in *Lūghat Navīsi Kē Masā‘il* Edited Gopi Chand Narang. Dehli. Monthly Kītāb Nūmā, 1985.

Forbes*, Duncan. A Dictionary Hindustani & English accompanied by A Reversed Dictionary English Edition*. London: William H. Allen and Company, 1848.

Khan, Allah Yar. *Dalā‘il-ul Sulūk*. Mianwali: Idārah-i Tālīfāt-i Owaisīyah.

Maulvi, Abdul Haq. *Lūghat-i Kabīr*. Karachi: Anjuman Taraqqi-i Urdu Pakistan, 1977.

Platts, John Thompson. *A Dictionary of Urdu, Classical Hindi and English*. London: William H. Allen & Co., 1884.

Said, Edward. *Orientalism*. London: Penguin Books, 2003.

Shakespear, John. *A Dictionary Hindustani & English with copious index fitting work to serve also as Dictionary English and Hindustani*. London: Parbury, Allen, & Co., 1834.

Sirhindi, Waris. *Kutab-ī Lūghat Kā Tehqīqi-o-Līsāni Jā‘izah*.Vol. 3. Islamabad: Muqtadirah-i Qaumī Ẓabān Pakistan, 1987.

Wheeler, Stephen Edward. *Dictionary of National Biography, 1885-1900*. Vol. 51. https://en.wikisource.org/wiki/Dictionary_of_National_Biography,_1885-1900/Shakespear,_John Accessed June 8, 2023.